اِنَّ الْفَضْلَ بِيَدِ اللّٰهِ يُؤْتِيهِ مَنْ يَشَاءُ ۔ عَسٰى أَنْ يَبْعَثَكَ رَبُّكَ مَقَامًا مَحْمُودًا

تار کا پتہ الفضل قادیان

رجسٹرڈ ایل ۵۳۱

اللہ اکبر

الفضل قادیان

ہفتہ میں دو بار

ایڈیٹر: غلام نبی

The ALFAZL QADIAN.

قیمت فی پرچہ ۱/

قیمت سالانہ پیشگی ۸/

نمبر ٦	مورخہ ١٩ جولائی ١٩٢٩ء	یوم جمعہ	مطابق ١١ صفر ١٣٤٨ھ	جلد ١٧

مدینۃ المسیح

۱۵ جولائی کی رات کو ریلوے سٹیشن پر سینما کار کے ذریعہ تصاویر دکھائی گئیں۔ جنہیں پبلک نے دلچسپی سے دیکھا ۔

مولوی اللہ دتا صاحب جالندہری، مولوی غلام احمد صاحب مجاہد اور مولوی غلام رسول صاحب راجیکی نگر چھاراں (سیالکوٹ) میں مباحثہ کرنے کے بعد ۱۶ جولائی واپس آ گئے ۔

مولوی محمد یار صاحب واپس اپنے علاقہ میں چلے گئے ۔

شیخ یوسف علی صاحب پرائیویٹ سیکرٹری حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایک ماہ کی رخصت پر گئے ہیں۔ ان کی جگہ ماسٹر علی محمد صاحب صابر بی اے۔ بی ٹی انچارج دفتر ڈاک مقرر ہوئے ۔

کئی دن کی سخت گرمی کے بعد ۱۶ جولائی کی رات کو کسی قدر بارش ہوئی ۔

خواجہ کمال الدین صاحب کے متعلق

Digitized by Khilafat Library Rabwah

ایک غلطی کا ازالہ

(حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے قلم سے)

اسلامی سُنت کو پورا کرنے کے لئے اور اس وجہ سے کہ میں جب چھوٹا تھا۔ اور مدرسہ میں پڑھتا تھا خواجہ صاحب نے تین چار دن مجھے حساب پڑھایا تھا۔ اور اس طرح وہ میرے اُستاد ہیں۔ میں انکی عیادت کے لئے گیا تھا۔ موقع کے لحاظ سے انکی بیماری کے متعلق باتیں ہوتی رہیں۔ جو ادویہ استعمال کرتے ہیں۔ ان کا انھوں نے ذکر کیا۔ اور منجملہ ان کے افیون کا

بھی ذکر کیا۔ افیون دواؤں میں اس کثرت سے استعمال ہوتی ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرمایا کرتے تھے کہ بعض اطباء کے نزدیک وہ نصف طب ہے پس دواؤں کے ساتھ افیون کا استعمال بطور دوا نہ کہ بطور نشہ کسی رنگ میں بھی قابل اعتراض نہیں ہم میں سے ہر ایک شخص نے علم کے ساتھ یا بغیر علم کے ضرور کسی نہ کسی وقت افیون کا استعمال کیا ہوگا۔ مگر الفضل میں جو ڈائری چھپی ہے اسمیں اسکا ذکر اسطرح کیا ہے کہ جسمیں ایک تنگ اعتراض کا پایا جاتا ہے مجھے اسے پڑھ کر سخت تکلیف ہوئی ہے یہی نے خواجہ صاحب کو یقین دلایا تھا کہ میرا آنا صرف عیادت کیلئے ہے۔ اس کا کوئی اور نتیجہ نہ پیدا ہو گا۔ پس ڈائری لکھنے والے یا چھاپنے والے نے جس نے بھی یہ غلطی کی ہے اس نے اس کی تحریر یا اشاعت سے خواجہ صاحب کی نہیں بلکہ میری ہتک کی ہے۔ اور میں اس کی اشاعت پر نہایت ہی شرمندہ ہوں ✦

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے تریاق الٰہی دوا خدا تعالیٰ کی ہدایت کے ماتحت بنائی اور اس کا ایک جزو افیون تھا۔ اور یہ دوا کسی قدر اور افیون کی زیادتی کے بعد حضرت خلیفہ اول کو حضور چھ ماہ سے زائد تک دیتے رہے اور خود بھی وقتاً فوقتاً مختلف امراض کے دوروں کے وقت استعمال کرتے رہے پس اس قسم کی بات کا ڈائری میں اس رنگ میں ناجس رنگ میں کہ لایا گیا ہے نہایت ہی قابل افسوس ہے ✦

خاکسار مرزا محمود احمد

مغربی افریقہ میں تبلیغ اسلام

۳۷ نفوس داخل اسلام

ہفتہ واری لیکچر

۴ مئی کو خاکسار کا پہلا لیکچر سالٹ پانڈ کی پبلک کے سامنے ہوا۔ جس میں اکثر تعلیم یافتہ لوگ حاضر تھے۔ لیکچر کا عنوان تھا "اسلام کے اصول" اس میں عاجز نے دکھایا کہ کس طرح ہر ایک اصول کے نیچے بنی نوع انسان سے ہمدردی اور اخوت کا سبق دیا گیا۔ اور امن کی تعلیم دی گئی ہے ✦

اسی سلسلہ میں برادرم نذیر احمد صاحب کا لیکچر "واقعہ صلیب کی حقیقت" پر ہوا۔ جس میں انہوں نے خوب سعی سے حوالے تلاش کرکے لیکچر تیار کیا اور نہایت عمدگی سے ثابت کیا کہ حضرت مسیح ناصری صلیب پر فوت نہ ہوئے تھے۔ لیکچر نہایت مدلل تھا اور معقولیت کے ساتھ دیا گیا۔ بہت لوگ جنہیں ایسا کبھی تامل تھا سننے کیلئے آئے حتیٰ کہ بعض رومن کیتھولک لوگ بھی جو کہ نہایت تنگ خیال ہیں موجود تھے۔ لیکچر چونکہ دیر سے ختم ہوا۔ لہذا سوال و جواب کا سلسلہ جاری نہ ہوسکا۔ پھر اگلی اس لیکچر پر سوالات کیلئے وقت دیا گیا۔ چنانچہ لوگ آئے اور خوب سوال انہوں نے کئے جن کے جوابات اس عاجز نے دو گھنٹے تک دیئے۔ میرا اپنا لیکچر یہ بھی ۲۰ مئی کو ہوا تھا خوب سوالات ہوئے تھے جنکے جوابات دیئے گئے ✦

اس سلسلہ میں یہ آخری لیکچر تھا کیونکہ پھر عید آگئی اور اسکے بعد ہمیں تبلیغی دوروں پر باہر جانا پڑا۔ لہذا ۲ جون کے علاوہ اور کوئی لیکچر ہم یہاں نہیں دے سکے۔ عنقریب یہ سلسلہ پھر جاری کر دیا جائے گا انشاء اللہ ✦

عید الاضحیٰ

۲۰ مئی کو عید الاضحیٰ کی نماز یہاں ادا کیگئی ہم دونوں نے باہر جا کر احباب جماعت کی ایک کثیر تعداد کے ساتھ نماز ادا کی خطبہ میں عاجز خادم نے احباب کو حقیقت دین سمجھنے اور اسکی راہ میں قربانیاں کرنیکی تلقین پر زور الفاظ میں کی۔ عورتوں کا ایک خطبہ الگ بھی دیا جس میں بچوں کی تربیت پر زور تھا۔ نماز کے بعد بہت سے لوگوں نے بیعت کی

تبلیغی جلسے

موضع ہائے ایکراؤ کرام اور کوامن آٹا میں تین جلسے ۱۴ مئی ۳۰ مئی ۷ جون اس غرض کیلئے منعقد کئے گئے کہ تا سب لوگوں سے برادرم نذیر احمد کا تعارف کرا دیا جائے۔ اکثر احباب جماعت نے ان جلسوں میں مقبولیت اختیار کی۔ چندہ بھی ہوا۔ اور لوگ سلسلہ میں بھی داخل ہوئے چنانچہ اب برادر موصوف کو تبلیغی علاقہ کی [illegible] واقفیت ہو چکی ہے۔ اشانٹی علاقہ میں جون کے آخر پر لیجاؤنگا۔ پھر میرا کام یہاں پر ختم ہو کر ۹ سالہ خدمت سے سبکدوش ہو جاؤں گا۔ اللہ تعالیٰ خیریت سے مجھے دیار محبوب میں پہنچائے اور برادرم نذیر احمد صاحب کا محافظ و مددگار ہو۔

۲ جون کا لیکچر

حسب ارشاد حضرت خلیفۃ المسیح ثانی سرور دو عالم کی توصیف کی سعادت حاصل کرنیکی خاطر ہم نے بھی ۲ جون کو مثل سال گزشتہ جلسہ منعقد کیا۔ جو تقی رقعے تو بہت سے غیر مسلم احباب کو لکھے۔ اور بہت لوگوں نے آنیکا وعدہ بھی کیا تھا لیکن مشیت ایزدی کہ عین جلسہ کے وقت سخت بارش نازل ہوئی اور لوگوں کا آنا مشکل ہو گیا۔ اسلئے صرف وہی اشخاص جو بارش سے پہلے آچکے تھے لیکچر سن سکے۔ ایک مسیحی دوست کو جو ایک کمپنی کے مینیجر ہیں پریزیڈنٹ بنایا گیا۔ اور خاکسار نے ڈیڑھ گھنٹہ تک لیکچر دیا اسکے دو حصے تھے۔ ایک حصہ میں رسول کریم صلعم کے سوانح مختصر طور پر بیان کئے اور دوسرے میں آپکے احسانات۔ یہ دوسرا حصہ حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کی پچھلے سال ۱۷ جون والی تقریر کا ترجمہ تھا۔ میری تقریر کا عنوان تھا "بنی نوع انسان کے سب سے بڑے محسن کی چند خصوصیات"

نو مبایعین

الحمد للہ کہ گزشتہ رپورٹ سے لیکر یعنی یکم اپریل سے اسوقت ۳۷ نفوس عاجز کے ہاتھ پر بیعت کرکے داخل سلسلہ ہوئے۔ خدا تعالیٰ ان سب کو استقامت عطا کرے

خاکسار فضل الرحمٰن حکیم عفی عنہ از سالٹ پانڈ ۱۲ جون ۲۹ء

حضرت خلیفۃ المسیح ثانی کا پتہ

جو احباب کرام حضور کی خدمت اقدس میں خطوط وغیرہ ارسال کرنا چاہیں۔ انہیں براہ راست ذیل کے پتہ پر بھیجنے چاہئیں۔ قادیان بھیجنے کیوجہ سے حضور کو دیر میں ملتے ہیں ✦

معرفت پوسٹماسٹر صاحب سرینگر

حضرت خلیفۃ المسیح کی ڈاک کے متعلق ضروری اعلان

حسب ہدایت آمدہ از سرینگر کشمیر حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کی ڈاک کے جواب کے متعلق اعلان کیا جاتا ہے کہ ضروری خطوط کا جواب سرینگر کو ہی دیدیا جاتا ہے لیکن کمی عملہ اور سفر میں ہونیکی وجہ سے تمام خطوط کا جواب وہاں سے نہیں دیا جاسکتا۔ اسلئے عام طور پر قادیان ڈاک بھیجدی جاتی ہے۔ اور جواب وہاں سے جاتے ہیں جس کی وجہ سے معمول سے زیادہ دیر ہو جاتی ہے۔ کیونکہ سرینگر سے قادیان پیکٹ وغیرہ کے پہنچنے میں چار پانچ دن لگ جاتے ہیں۔ اس لئے احباب مطمئن رہیں کہ ان کے خطوط ضائع نہیں ہوتے ✦ والسلام

خاکسار [illegible] قادیان

(بسم اللہ الرحمٰن الرحیم)

الفضل

نمبر ۶ | قادیان دارالامان مورخہ ۱۹ر جولائی ۱۹۲۹ء | جلد ۱۷

وحدانیت کے متعلق اسلام کی تعلیم

"الفضل" کے خاتم النبیین نمبر میں ایک مضمون "اسلامی وحدانیت اور مساوات" کے زیر عنوان جناب لالہ رام چند صاحب سچدہ بی اے ایل۔ ایل۔ بی لاہور کا شائع ہوا تھا۔ جس میں انہوں نے لکھا تھا:۔

"دو عالمگیر اصول کہ جن پر اس وقت کی شائستہ دنیا کو ناز ہے۔ یعنے وحدانیت اور مساوات۔ یہ دونو اس وقت نامعلوم تھے یہ دونو بیش بہا اصول دنیا کو حضرت بانی اسلام علیہ السلام نے صرف سکھائے ہی نہیں۔ بلکہ ان پر عمل بھی کرایا"

ان الفاظ کا مفہوم بعض ہندو اصحاب نے یہ سمجھا ہے۔ کہ لالہ صاحب کے نزدیک بانی اسلام علیہ الصلوٰۃ والسلام سے قبل کسی مذہب نے وحدانیت اور مساوات کی تعلیم نہیں دی چنانچہ اس مضمون کے لالہ صاحب کو کئی خطوط موصول ہوئے ہیں۔ اور انہیں بتایا گیا ہے۔ کہ ویدک دہرم میں جو اسلام سے بہت پہلے کا مذہب ہے۔ وحدانیت کی تعلیم پائی جاتی ہے ؛

اس قسم کا جو خط ہمیں دیکھنے کا اتفاق ہوا۔ اس میں اگرچہ یہ دعویٰ بھی کیا گیا ہے۔ کہ مساوات کا اصول بھی ویدک دہرم نے دنیا کے سامنے پیش کیا ہے۔ لیکن اس کا کوئی ثبوت نہیں دیا گیا۔ ویدک دہرم کے احکام اور ضروری ہدایات کو پیش نظر رکھتے ہوئے ہمارے لئے یہ بات بہت دلچسپی کا موجب ہوتی۔ اگر یہ بتایا جاتا۔ کہ ویدک دہرم نے مساوات کے متعلق کیا تعلیم دی ہے۔ لیکن چونکہ اس پہلو کو نظر انداز کر کے صرف وحدانیت کے متعلق دلائل سے کام لیا گیا ہے۔ اس لئے ہم بھی مساوات کے اصل کے متعلق کچھ نہیں عرض کریں گے۔ اور صرف وحدانیت کے پہلو کو لیں گے ؛

جہاں تک ہمارا خیال ہے۔ لالہ صاحب کے الفاظ کا وہ مفہوم نہیں۔ جو ان سے اخذ کیا گیا ہے۔ بلکہ یہ ہے۔ کہ بانی اسلام علیہ الصلوٰۃ والسلام کے زمانہ میں دنیا وحدانیت کا اصل بھول چکی تھی اسے معلوم نہ تھا۔ کہ حقیقی وحدانیت کیا ہے۔ نہ یہ کہ اس زمانہ سے قبل کسی رشی۔ منی۔ نبی اور رسول نے دنیا کو وحدانیت کی تعلیم ہی نہیں دی تھی ؛

اس لحاظ سے ان کے الفاظ پر کسی قسم کا اعتراض نہیں کیا جا سکتا اور حقیقت بھی یہی ہے۔ کہ ہر وہ مقدس اور برگزیدہ انسان جو خدا تعالیٰ کی طرف سے دنیا کی ہدایت کے لئے آیا۔ وہ وحدانیت کا اصل اپنے ساتھ لایا۔ اور سب سے پہلی چیز اس نے لوگوں کے سامنے یہی رکھی ؛

یہ الگ بات ہے۔ کہ ضروریات زمانہ اور لوگوں کی حالت کے لحاظ سے اس اصل کی تشریح اور وضاحت زیادہ سے زیادہ ہوتی رہی۔ ایک زمانہ کے بعد دوسرے زمانہ میں زیادہ واضح اور کھلے الفاظ میں دنیا کے سامنے وحدانیت رکھی گئی۔ لیکن اس میں کلام نہیں۔ کہ ہر مذہب جو خدا کی طرف سے آیا۔ اس کی بنیاد اسی پر رکھی گئی۔ اور ہر مذہب میں یہ بات پائی جاتی تھی۔ ابتدائی زمانہ میں نہایت سادہ اور مختصر طور پر اسے پیش کیا گیا۔ چنانچہ ویدک دہرم میں وحدانیت کے پائے جانے کا جو سب سے بڑا ثبوت مذکورہ بالا خط کے راقم نے پیش کیا ہے۔ اس سے بھی یہ بات ظاہر ہے۔ انہوں نے لکھا ہے:۔

"سنسکار ودھی کے شروع میں پرارتھنا کے منتر دئے ہوئے ہیں۔ دو منتروں میں ایک لفظ پرماتما کو واحد ظاہر کرنے کے لئے دیا گیا ہے۔ باقی منتروں میں صیغہ واحد حاضر اس کے لئے استعمال ہوا ہے۔ ایسے درجنوں منتر پیش کئے جا سکتے ہیں"

یہ ایک نہایت سادہ طریق ہے۔ اور اپنے زمانہ کے لحاظ سے یہی موزوں تھا۔ لیکن بعد کے زمانہ کے لئے اتنی سی بات کافی نہ تھی اس لئے دلائل اور براہین کا اضافہ ہوتا گیا۔ حتےٰ کہ وہ زمانہ آ گیا جب رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم مبعوث ہوئے۔ اس وقت چونکہ دماغی اور ذہنی ترقی کمال کو پہنچ چکی تھی۔ اس لئے وحدانیت کی تشریح اور تفصیل کو بھی خدا تعالےٰ نے آپ کے ذریعہ کمال تک پہنچا دیا۔ اب دنیا اس سے بڑھ کر نہ تو تشریح کی محتاج ہو سکتی ہے۔ اور نہ اس کی ضرورت پیش آ سکتی ہے ؛

یہ ہے وحدانیت کی اصل حقیقت۔ جسے ہم مانتے ہیں۔ اور جو ہر صاحب فہم و فراست اور تعصب اور تنگ دلی سے خالی انسان کو ماننی چاہیئے۔

۲ر جون کے جلسہ قادیان میں حضرت امام جماعت احمدیہ ایدہ اللہ تعالےٰ نے وحدانیت کے متعلق جو تقریر فرمائی۔ اس میں اس امر کی نہایت وضاحت کے ساتھ تشریح فرمائی۔ چنانچہ حضور نے فرمایا:۔

"لوگوں میں یہ غلط خیال پھیلا ہوا ہے۔ کہ توحید کے متعلق مختلف مذاہب میں اصولی اختلاف پایا جاتا ہے۔ مسلمان بھی یہ سمجھتے ہیں۔ کہ کئی مذہب ایسے ہیں۔ جو توحید کے قائل نہیں۔ مگر یہ درست نہیں ہے یہ اور بات ہے۔ کہ توحید کی تفصیل اور تشریح میں اختلاف ہو۔ مگر اصولی طور پر تمام مذاہب کے لوگ توحید کے قائل ہیں۔ حتیٰ کہ جن مذاہب کے متعلق سمجھا جاتا ہے۔ کہ وہ توحید کے خلاف ہیں۔ وہ بھی دراصل توحید کے قائل ہیں۔ میں نے ہندوؤں۔ سکھوں۔ یہودیوں۔ زرتشتیوں۔ عیسائیوں۔ بدھوں کی کتب کا مطالعہ کیا ہے۔ اور اسلام تو ہے ہی اپنا مذہب۔ اس کا مطالعہ سب سے زیادہ کیا ہے۔ ان سب کے مطالعہ سے میں اسی نتیجہ پر پہنچا ہوں۔ کہ ساری اقوام اور تمام مذاہب توحید کے لفظ پر جمع ہیں۔ اور سب کے سب اس کے قائل ہیں"

اسی امر کی مزید تشریح کرتے ہوئے حضور نے فرمایا:۔

"ہمارا عقیدہ اور مذہب ہے۔ کہ دنیا میں جس قدر مذاہب ہیں۔ وہ سب کے سب خدا کی طرف سے قائم کئے گئے ہیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے لکھا ہے۔ کوئی قوم دنیا میں ایسی نہیں گذری جس میں کوئی نہ کوئی نبی اوتار۔ رشی اور منی نہ گذرا ہو۔ یہ بات آپ نے اپنے پاس سے نہیں لکھی۔ بلکہ قرآن کریم میں یہ بتایا گیا ہے۔ رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کا یہی خیال تھا۔ اور پرانے ائمہ کا بھی یہی مذہب تھا۔ اس عقیدہ کی موجودگی میں یہ کہنا کہ توحید پہلے نہ تھی۔ بلکہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم لائے تھے۔ قرآن کریم کی تردید کرنا ہے۔ جب قرآن کریم بتاتا ہے۔ کہ ہر قوم میں نبی آئے۔ تو یقیناً ہر قوم میں توحید بھی قائم ہوئی۔ اگر آج کسی قوم میں توحید نہیں یا رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم جس وقت مبعوث ہوئے۔ اس وقت نہ تھی تو یہ معلوم ہوا کہ اس وقت وہ قوم توحید سے تہی دست ہو چکی تھی۔ نہ یہ کہ اس قوم میں جو نبی آیا۔ اس نے توحید کی تعلیم نہ دی تھی۔ ہر وہ مذہب جو خدا تعالےٰ کو مانتا ہے۔ اس میں توحید کی تعلیم دی گئی۔ ہاں اس پر سب اقوام متفق ہیں۔ کہ جس زمانہ میں رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم آئے۔ اس وقت توحید مٹ چکی تھی"

اس سے ظاہر ہے۔ کہ اسلام نے اس بارے میں بھی کیسی اعلیٰ تعلیم دی ہے۔ اور کس فراخ دلی سے دوسرے مذاہب کو ان کا واجبی حق عطا کیا ہے ؛

ہر بات میں مسلمانوں کی سازش

آریوں کی عجیب ذہنیت ہے۔ کوئی واقعہ ہو۔ اس میں انہیں مسلمانوں کی سازش نظر آتی ہے۔ اگر سوامی شردھانند قتل ہوں۔ تو مسلمانوں کی سازش ہے۔ اگر راجپال قتل ہو۔ تو مسلمانوں کی سازش ہے۔ اور اب تو یہاں تک حالت پہنچ گئی ہے کہ اگر کوئی دکھیاری بیوہ کسی کو رفیق زندگی بنا کر اس کے ساتھ چلی جائے۔ تو اس میں بھی مسلمانوں کی سازش۔ چنانچہ "ملاپ" (۱۲ر جولائی) ضلع کانگڑہ کی ایک ہندو بیوہ کے ایک سادھو کے ساتھ بھاگ جانے کا ذکر کرتا ہوا لکھتا ہے:۔

"عام لوگوں کا خیال ہے کہ یہ ایک آدمی کا کام نہیں بلکہ مسلمانوں کی کوئی ایسی خفیہ جماعت ہے۔ جو روپیہ پیسے سے ایسے لوگوں کی مالی امداد کرتی ہے جن کا کام ہی ہندو بچوں اور ودھواؤں کو اغوا کرنا ہے"

بیچارے مسلمانوں کے پاس اتنے روپے پیسے کہاں؟ کہ اس طرح خرچ کر سکیں اور بچوں کا اغوا تو ایسا برا فعل ہے۔ جسے ہر ایسا انسان جو خود بچوں والا ہو نہایت ہی نفرت کی نگاہ سے دیکھیگا۔ البتہ بیواؤں کا سوال ایسا ہے جو خاص طور پر ہمدردی

ایک ننگ وطن ہندو پھانسی کے تختے پر

آوارگی - بدچلنی اور بے حیائی وغیرہ اخلاقی جرائم کی وجہ سے خاوند کے ہاتھوں بیوی کے قتل کی مثالیں مہذب سے مہذب ممالک میں بھی پائی جاتی ہیں - اور چونکہ ایسا قتل غیرت و حمیت اور حد درجہ اشتعال کے نتیجہ میں ہوتا ہے - اس لئے ایسے قاتل سوسائٹی میں حقیر و ذلیل خیال نہیں کئے جاتے - اور قانون کی سنگین اور انتہائی سزا سے بھی بسا اوقات محفوظ رہتے ہیں - لیکن پچھلے دنوں چنیوٹ ضلع جھنگ میں ایک ہندو نوجوان نے جس بیدردی و سفاکی سے اپنی بیوی کو قتل کیا - اس کی مثال شاید وحشی ممالک میں بھی کم ہی ملے گی - مقتولہ غریب کا قصور محض یہ تھا - کہ وہ اپنے متمول والد سے خاوند کو بہت سا روپیہ دلانے میں کامیاب نہ ہو سکی - اسی جرم کی پاداش میں اس کے ظالم خاوند نے اسے ایک کمرہ میں بند کر کے چھریوں سے اس قدر ضربات لگائیں - کہ وہ مر گئی - اور اس سفاکی میں اس کی درندہ صفت ماں نے بھی عملی حصہ لیا - اس جرم کی نوعیت یہ معلوم کر کے اور بھی سنگین ہو جاتی ہے - کہ قاتل پنجاب یونیورسٹی کا گریجوایٹ اور لاء کالج کا سٹوڈنٹ تھا -

عدالت نے اس کی ماں کو حبس دوام بعبور دریائے شور اور اسے پھانسی کی سزا دی گئی - چنانچہ ۱۲ر جولائی ۱۹۲۹ء کی صبح اسے لاہور جیل میں پھانسی دے دی گئی - اگرچہ یہ ظالم اپنے کئے کی سزا پا گیا - لیکن ہندوستانی تہذیب و تمدن کے لئے ایک بدنما داغ چھوڑ گیا

مدر انڈیا اور انکل سام

مس کیتھرائن میو نے اپنی تصنیف موسومہ "مدر انڈیا" میں ہندو تمدن و معاشرت کے بعض پہلوؤں کو عریاں کرنے میں بے شک کوئی معقول اور مفید کام نہیں کیا - اور وہ اس غیر ضروری فعل کی وجہ سے مستحق آفرین نہیں ٹھہر سکتی - لیکن ہندو قوم کے لئے یہ ایک تازیانہ عبرت تھا - کہ وہ ان کوتاہیوں کی اصلاح کر کے ہندوستان کے متمدن ممالک کی صف میں شمار ہونے کے راستہ میں سب سے بڑی روک کو دور کر دیں - مگر ہندوؤں کے ایک طبقہ نے ٹھنڈے دل سے ان باتوں پر غور کرنے کی بجائے اس کے خلاف ایک طوفان بے تمیزی برپا کر دیا - اور اپنی قوم کے اندر ایک ایسی فضا پیدا کر دی کہ وہ کچھ سوچنے سمجھنے کے قابل ہی نہ رہی اب اس کے مقابلہ میں ایک کتاب موسومہ "انکل سام" شائع کر کے ایک اور بے ہودگی کا ارتکاب کیا گیا ہے - ہم تسلیم کرتے ہیں - کہ الزامی جواب مخالف کا منہ بند کرنے کے لئے بعض اوقات مفید ہوتے ہیں - لیکن اسی صورت میں کہ وارد شدہ اعتراض کا حقیقی جواب بھی کوئی ہو - ورنہ صرف دوسرے کے عیوب ظاہر کر دینے سے اپنے نقائص سے انسان بری نہیں ہو سکتا - یہ صحیح ہے - کہ امریکہ کی اخلاقی تباہی منتہائے کمال پر پہنچ چکی ہے - لیکن اس کے اظہار سے مدر انڈیا میں بیان کردہ ہندو تہذیب کی خامیوں کی تغلیط نہیں ہو سکتی - بلکہ اس کا الٹا یہ نقصان ہے - کہ ایسی عریاں نویسی ملک کے ناتربیت یافتہ نوجوانوں کی بے راہ روی میں ممد ہوگی - اور ان کے خیالات میں پراگندگی اور انتشار پیدا کر کے ان کی تباہی کا موجب ہوگی - جو بچے پہلے ہی ایسے ماحول میں پرورش پاتے ہیں - جس کا اظہار مدر انڈیا میں کیا جا چکا ہے - ان پر انکل سام جیسی تصنیف کا اور کیا اثر ہو سکتا ہے سوائے اس کے کہ وہ بد اخلاقیوں میں امریکن لوگوں کے تجربہ سے بھی فائدہ اٹھانے کی کوشش کریں -

پہلے ہندو پھر ہندوستانی

مسلمانوں پر ہمیشہ اعتراض کیا جاتا ہے - کہ وہ اسلام کو وطنیت پر مقدم سمجھتے ہیں - اور پہلے مسلمان اور بعد میں ہندوستانی کہلاتے ہیں چنانچہ پچھلے دنوں اینگلو انڈین اخبار "پائنیر" الہ آباد نے بھی اسی قسم کا اعتراض مسلمانوں پر کیا تھا - کاش یہ اعتراض درست ہوتا لیکن جو بات مسلمانوں کے لئے موجب اعتراض قرار دی جاتی ہے - اسی کی ہندوؤں کو تلقین کی جاتی ہے - چنانچہ سناتن دھرم کانفرنس کراچی میں تقریر کرتے ہوئے پنڈت مدن موہن جی مالوی نے فرمایا -

" دھرم پر وشواش رکھے بغیر سچی حب الوطنی پیدا نہیں ہو سکتی - اور کوئی شخص جو دھرم پر وشواش نہیں رکھتا - سچا دیش بھگت نہیں ہو سکتا"

یہی تلقین پنڈت گردھر شرما پرنسپل سنسکرت کالج جے پور اور گوسوامی پدو کل بھوشن جی نے کی -

جب ہندو لیڈروں کے خیال میں دھرم پر وشواش رکھنے سے ہی انسان سچا دیش بھگت ہو سکتا ہے تو یہی بات مسلمانوں کے متعلق سمجھنی چاہئے - وہی مسلمان ملک کا سچا خادم ہو سکتا ہے - جو سچا مسلمان ہو -

لاوارثوں کا ناجائز استعمال

آریہ سماج نے جابجا لاوارث عورتوں اور یتیم بچوں کی نگہداشت کے لئے "آشرم" اور "اناتھالیہ" جاری کر رکھے ہیں - یہ جذبہ ہر شریف انسان کی نظر میں قابل قدر ہے - لیکن آئے دن ایسے واقعات کا انکشاف ہوتا رہتا ہے - جو ظاہر کرتے ہیں - کہ اس پاک جذبہ کی آڑ میں نفس پرستی کا اہتمام ہوتا ہے - غالباً ۱۹۲۸ء کے آخر یا ۱۹۲۹ء کے اوائل میں دہلی کے آشرم کی طرف جس کے ڈائرکٹر سوامی شردھانند کے صاحبزادہ تھے - ایک مقدمہ کے دوران میں ایسے ایسے الزامات منسوب کئے گئے تھے - جو نہایت ہی شرمناک تھے - اور تازہ ترین اطلاع ہے - کہ دہلی کے ایک آشرم پر چھاپہ مار کر پولیس نے دو عورتوں کو برآمد کیا - جن کا بیان ہے - کہ انہیں اغوا کر کے یہاں لایا گیا -

اسی طرح یتیموں کے متعلق افسوسناک حالات کا انکشاف ہو رہا ہے چنانچہ آریہ گزٹ (۱۳ر جولائی) لکھتا ہے :-

"لوگ تین چار لڑکوں کو ادھر ادھر سے جمع کر کے چار آنے کا سائن بورڈ کسی کوٹھری کی دیوار سے لگا کر یتیم خانہ جاری کر دیتے ہیں اور ان لڑکوں کو پیلی دھوتیاں پہنا کر گلی گلی بھیک منگواتے ہیں ..... اور یہ فرضی یتیم خانوں کے ڈیلی منتظم گلچھرے اڑاتے ہیں" -

یہ حالات ہر اس شخص کے لئے موجب تکلیف ہیں - جو ایسے بیکسوں کی امداد اخلاقی فرض سمجھتا ہے ٭

ہندوستان میں بچوں کا اتلاف

یہ ایک مسلمہ بات ہے - کہ ہر قوم کی ترقی و خوشحالی کی امید گاہ اس کے بچے ہوتے ہیں - ایک قوم کے افراد خواہ کس قدر بھی سرگرم کارکن اور محنتی و جفاکش ہوں - لیکن اگر ان کے بعد ان کے کام کو سنبھالنے والے مضبوط اور صحت ور بچے نہ ہوں - تو وہ کبھی کامیاب نہیں ہو سکے گی - لیکن حیرانی کی بات ہے - ہندوستانی رہنما جو ملک کی بہبودی کے لئے بزعم خود بیش بہا قربانیاں کر رہے ہیں - اس عام اصول کو قائم رکھنے کا کوئی ذریعہ نہیں سوچتے -

ہندوستانی بچوں کی صحت نہایت تشویشناک ہے شہر بمبئی میں فی ہزار ۵۵۶ کلکتہ میں فی ہزار ۳۸۶ - رنگون میں فی ہزار ۳۰۳ - مدراس میں فی ہزار ۲۸۲ اور لاہور میں فی ہزار ۲۴۹ بچے ضائع ہو جاتے ہیں - اور ایسی فضا میں جہاں کی آب و ہوا اس درجہ مہلک ہو زندہ رہنے والے بچے بھی جس قدر ملک و قوم کے لئے مفید ہو سکتے ہیں - ظاہر ہے - اس کے مقابلہ میں انگلستان میں صرف بیس فی ہزار بچے ضائع ہوتے ہیں - اب سوال یہ ہے - ہندوستانی قوم جو دن بدن تباہی کی طرف جا رہی ہے - کبھی اپنی حفاظت آپ کرنے کے قابل ہو سکتی ہے -

سیاسی آزادی کے دلدادہ ان اعداد و شمار پر غور کرو پہلے اہل ہند کے زندہ رہنے کا انتظام کرو - اور پھر آزادی کی فکر کرو

سوامی دیانند کے متعلق ایک علمی تصنیف

مسٹر ایف - کے درانی کی جس کتاب کے متعلق آریوں نے شور مچا رکھا ہے - اور جلسے کر کے اس کے خلاف ریزولیوشن پاس کر رہے ہیں - اس کی نسبت یہ معلوم ہونا دلچسپی کا موجب ہوگا - کہ یہ کوئی حال کی تصنیف نہیں - بلکہ ۱۹۲۷ء میں لکھی گئی تھی - اور کلکتہ کے ایک انگریزی اخبار مسلم کرانیکل میں باقساط شائع ہو چکی ہے - یہ وہ زمانہ تھا - جب ملک ہندو مسلم فسادات سے گونج رہا تھا - مذہبی دلآزاری کے خلاف نیا نیا قانون بنا تھا - لیکن اس وقت کسی نے اس پر اعتراض نہ کیا - حالانکہ قریباً ۹ ماہ تک یہ مضمون شائع ہوتا رہا -

مصنف کتاب مذکور کا دعوے ہے

"مجھے بخوبی علم ہے کہ ہندوستان میں مذہبی مباحث بالعموم بہت ترشی سے ملوث ہوتے ہیں ٭

اس امر کا تدارک کرنے کے لئے اور مذہبی مباحث کو علمی رنگ دے کر دل آزاری کے پہلو کو ہمیشہ کے واسطے نابود کرنے کے لئے میں نے یہ کتاب لکھی تھی - چنانچہ اس کتاب کی تصنیف میں جو اصول میرے پیش نظر رہا ہے - اس کا میں نے دیباچہ میں بوضاحت ذکر بھی کر دیا ہے - [illegible] مصنف کا منشا نہ تو کسی کی دل آزاری ہے اور نہ کسی کی خوشامد ہے بلکہ وہ اپنے آپ کو واقعات تک محدود رکھنا چاہتا

ساری کتاب شروع سے آخر تک اسی التزام کے ساتھ لکھی گئی ہے گالی گلوچ سے نہ تو دوستوں کو فائدہ اور نہ دشمنوں کو نقصان ہوتا ہے"۔

اس اصل اور جذبہ کے ماتحت جو کتاب لکھی گئی ہو اسے دل آزار قرار دینا خواہ مخواہ کی زبردستی ہے۔ گورنمنٹ کو یہ نہیں دیکھنا چاہیئے۔ کہ آریہ کتنے زور سے شور مچا رہے ہیں۔ بلکہ یہ دیکھنا چاہیئے کہ کتاب فی نفسہٖ کیسی ہے۔ اور کس نیت اور ارادہ سے لکھی گئی ہے۔

کانگریس کے اقتدار کا زوال

آل انڈیا کانگریس کمیٹی بے راہ رویوں سے اپنا اقتدار کھو چکی ہے۔ حتیٰ کہ وہ لوگ جو کانگریس کے ٹکٹ اور اسکے اثر و رسوخ اور امداد کی بدولت کونسلوں میں گئے۔ آج اس کے احکام کی پرواہ نہیں کرتے حکومت ہند کی طرف سے کونسلوں کی میعاد میں توسیع کے اعلان پر صدر کانگریس پنڈت موتی لال نہرو نے اعلان کیا ہے۔ کہ

"کانگریسی ارکان کونسلوں میں نہ جائیں"

اس پر ممالک متوسط کے سوراجی ارکان کونسل نے مقامی کانگریس کمیٹی کی معرفت درخواست کی۔ کہ یا تو انہیں کونسلوں میں داخلہ کی اجازت اور یا پھر انہیں استعفیٰ داخل کرنے کی اجازت دی جائے۔ اسی طرح یوپی کے ممبران نے یہی فیصلہ کیا۔ کہ یا تو اس حکم کو بدل دیا جائے اور یا ان کو مستعفی ہونے دیا جائے۔ صوبہ بمبئی کی اطلاعات سے پایا جاتا ہے کہ وہاں کے سوراجی ارکان کونسل بھی اس حکم سے انحراف پر بہت حد تک آمادہ ہو چکے ہیں۔ اور بنگال کے ارکان نے تو اپنی بات منوا کے چھوڑی۔ حتیٰ کہ پنڈت نہرو کو انہیں اپنے اس حکم سے مستثنیٰ کرنا پڑا۔ اخبار "زمیندار" آجکل کٹر کانگریسی ہے اور کانگریس کو مسلمانوں میں مقبول بنانے کے لئے ایڑی چوٹی کا زور لگا رہا ہے جب کانگریس کی مجلس عاملہ نے اپنے اجلاس منعقدہ دہلی میں پنڈت موتی لال نہرو کے کونسلوں میں داخلہ کی ممانعت کے حکم کو منظور کر لیا تو اس نے لکھا

"ملک کی موجودہ فضا کو دیکھتے ہوئے یہ امر یقینی نہیں معلوم ہوتا کہ تمام کونسلوں کے سوراجی ارکان مستعفی ہو جائینگے۔ اگر اس فیصلہ سے سوراجیوں کے درمیان افتراق پیدا ہو جانیکا اندیشہ ہو۔ تو اس کو منسوخ کر دینا چاہیئے" (۱۱ر جولائی)

ٹھاکر منجیت سنگھ ایم۔ ایل۔ سی۔ ممالک متحدہ نے بھی جو ایک سرگرم کانگریسی ہیں۔ مجلس عاملہ کے اس فیصلہ کو "احمقانہ" قرار دیتے ہوئے لکھا ہے۔

"میں واک آؤٹ کی پالیسی کو احمقانہ تصور کرتا ہوں۔ اور اسی لئے میں یہ کہتا ہوں۔ کہ مجلس عاملہ کانگریس کا یہ فیصلہ برا ہے۔ اور اس میں عقل و سمجھ سے کام نہیں لیا گیا" (ہمت ۱۱ر جولائی)

ساتھ ہی استعفیٰ داخل کر دیا ہے۔ ان حالات سے بخوبی معلوم ہو سکتا ہے۔ کہ کانگریس کا اقتدار خود کانگریسی ارکان کے دلوں میں کس قدر ہے۔ اس صورت میں اسے ہندوستان کی واحد نمائندہ جماعت قرار دینا کہاں تک جائز اور درست ہے۔

اشارات

ڈاکٹر بشارت احمد صاحب خوب اچھی طرح جانتے ہیں کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی ولادت بے پدر قرار دی ہے اسپر قرآن سے شہادت پیش کی ہے۔ انجیل کو گواہ ٹھہرایا ہے۔ اپنے اس عقیدہ کو حق اور فلاح پر مبنی قرار دیا ہے۔ اسکے متعلق اپنے دلائل جو دعویٰ کے تائید کیطرح روشن بتائے ہیں۔ اور اپنے پیرووں کو حکم دیا ہے۔ کہ اس حق اور فلاح کی سبیل کو ترک نہ کرو۔ لیکن باوجود اسکے ان کا سب سے زیادہ پسندیدہ اور مرغوب خاطر "مذاکرہ علمیہ" حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے اس عقیدہ کی تردید کرنا۔ اور اسکے خلاف صفحوں کے صفحے سیاہ کرنا ہے۔

کوئی اس علم و عقل کے پتلے سے پوچھے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے خلاف ایڑی سے لیکر چوٹی تک زور لگانے والوں کیا کمی ہے کہ تم بھی "احمدی" کہلا کر اور حقیقی احمدیت کے حامل ہونے کے مدعی بنکر اپنے "مرشد" کے خلاف کمر باندھ کر کھڑے ہو گئے ہو۔ اور پھر ستم یہ کہ اس "مرشد کشی" کا نام "مذاکرہ علمیہ" رکھ کر یہ ہو کیا اس سے دنیا کو یہ بتانا چاہتے ہو کہ جو کچھ تم کہتے ہو وہ حقیقی علم ہے اور جو اسکے خلاف کہتا ہے۔ وہ (نعوذ باللہ) "جہالت" میں مبتلا ہے۔

جناب ڈاکٹر بشارت احمد صاحب آپ ذرا ٹھنڈے دل سے سوچیں اور غور کریں۔ آپکی یہ ترکتازیاں نگ و دو۔ یہ جد و جہد کس کے خلاف ہے۔ اور اسے "مذاکرہ علمیہ" قرار دے کر آپ کس قدر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ہتک کے مرتکب ہو رہے ہیں۔ ہاں اگر آپ اسی زمرہ میں شامل ہو چکے ہیں۔ جو حضرت مسیح علیہ الصلوٰۃ والسلام کی مخالفت پر سر بکف اپنا فرض سمجھتا ہے۔ تو پھر جو جی میں آئے کیجئے۔ مگر خدارا کھلم کھلا اعلان کر دیجئے۔ یہ کیا بیہودگی ہے۔ کہ ایک طرف تو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو اپنا مرشد بتایا جائے۔ اور دوسری طرف آپکے ایک مذہبی مسئلہ کے متعلق صریح اور واضح فیصلہ کے خلاف جو اوٹ پٹانگ لکھا جائے۔ اس کا نام "مذاکرہ علمیہ" رکھا جائے۔ اگر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا باپ بتانا "مذاکرہ علمیہ" ہے۔ تو انہیں بے پدر ماننا یقیناً "جہالت" قرار پائیگی۔ لیکن یہ بات ڈاکٹر بشارت کے سے انسان کو کون سمجھائے۔ جو دیدہ و دانستہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی ہتک کے مرتکب ہو رہے ہیں۔

ڈاکٹر صاحب کو اس "مذاکرہ علمیہ" سے کچھ ایسی دلبستگی ہے کہ جب اسکی بساط بچھاتے ہیں۔ تو پھر سب کچھ بھول جاتے ہیں۔ اور ایسی حرکات کا ارتکاب شروع کر دیتے ہیں جنہیں کوئی شریف انسان پسندیدگی کی نظر سے نہیں دیکھ سکتا۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تحقیر تو ان لوگوں کے لئے معمولی بات ہے اور اسکی وجہ بھی بزعم خویش وہ بہت معقول پیش کیا کرتے ہیں کہ مبایعین حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو نبی مانتے ہیں لیکن حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد صاحب نے انکا کیا بگاڑا تھا۔ کہ ڈاکٹر صاحب انکے خلاف بے سر و پا باتیں لکھ گئے اور یہاں تک لکھ دیا۔

"اگر ہمیں یہ بتا بھی دیا جائے۔ کہ وہ بڑی نیک ہے۔ مگر شوہر نہیں رکھتی اور حاملہ ہے۔ تو بھی باوجود اسکی نیکی کے ادعا کے ہم کبھی نہیں مان سکتے۔ کہ وہ بغیر کسی مرد کے حاملہ ہو گئی ہے۔ خواہ وہ عورت کتنی ہی پارسا اور صاحب عفت و عصمت ہو۔ اور خواہ وہ بیت المقدس یا کعبہ کے اندر ہی رہتی ہو۔ وہ لاکھ دفعہ کہے کہ میں بغیر مرد کے حاملہ ہوئی ہوں۔ مگر ہم اسے جھوٹا ہی سمجھیں گے"۔

جو شخص بیباکی اور زبان درازی میں اس حد تک بڑھا ہوا ہو۔ اس سے شرافت کی توقع رکھنا بالکل فضول ہے۔ یہی وجہ ہے۔ کہ جب ڈاکٹر صاحب نے اپنے گھر سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا باپ تجویز دینے کے لئے ۱۲ر جولائی کے پیغام صلح میں "ایک نئے پہلو سے روشنی" کی طرح ڈالی۔ اور چھوٹتے ہی "محمود یوز آسف کا نقیبہ" عنوان جما کر دادِ فصاحت دینی شروع کی۔ تو ہمیں کچھ بھی تعجب نہ ہوا۔

ڈاکٹر صاحب نے ہم پر تقیہ کا الزام اس لئے لگایا ہے۔ کہ بقول انکے ہم نے "تکفیر اہل قبلہ اور اجرائے نبوت کا مسئلہ گھڑا ہے"۔ اور ہم "اسے عیب کی طرح چھپاتے پھرتے ہیں"۔ حالانکہ "چاہیئے تھا۔ کہ اس بنیادی اصول کو ہم ڈنکے کی چوٹ لوگوں کے سامنے پیش کرتے کیونکہ لا تکتموا الحق وانتم تعلمون کے ارشاد کے ماتحت جان بوجھ کر حق کو چھپانا خدا کے حکم کی نافرمانی ہے"۔

غیر مبایعین کے عالم بے بدل اور مفتی اعظم کا فتویٰ ناظرین کرام نے پڑھ لیا اور دیکھ لیا۔ وہ کیسے معقول پسند اور حق گو ہیں۔

لیکن اگر اجازت ہو تو ہم صرف اتنا پوچھیں۔ جناب والا آپ ہندو اور عیسائیوں وغیرہ کو دائرہ اسلام میں داخل سمجھتے ہیں یا خارج۔ اگر مولوی محمد علی صاحب ظل اللہ نیز خود مع سے ابھی تک یہی استدلال کرتے ہیں کہ اللہ منوا کر چھوڑ دو۔ تو ہر اس شخص کو جو خدا کو ایک سمجھے مسلمان سمجھنا چاہیئے۔ لیکن اگر اس میں ترمیم ہو چکی ہے۔ تو عیسائی اور ہندو وغیرہ کو ڈاکٹر صاحب کا فر ہی کہینگے پھر کیا جو ہندو انہیں کہیں نظر آئے۔ بھاگے بھاگے اسکے پاس جاتے۔ اور اسپر یہ "حق" ظاہر کرتے ہیں۔ کہ تم کافر ہو۔ یا سوامی سرج صاحب کے آنے پر سلام کرنے کے بعد انہیں سب سے پہلی بات یہی کہا کرتے ہیں کہ تم کافر ہو۔ اگر نہیں۔ تو کیوں "اس بنیادی اصول کو وہ ڈنکے کی چوٹ لوگوں کے سامنے پیش نہیں کرتے" اور کیوں جان بوجھ کر لا تکتموا الحق کی خلاف ورزی کر کے خدا کے حکم کی نافرمانی کر رہے ہیں۔ اگر وہ اپنے اس طریق عمل پر غور کریں۔ تو انہیں ہم پر "تقیہ" کا الزام لگاتے ہوئے ضرور شرم محسوس ہو۔

ہم اپنے عقائد قطعاً نہیں چھپاتے۔ تلواروں کی چھاؤں اور پتھروں کی بوچھاڑ کے نیچے بھی نہیں چھپاتے۔ کیا کابل میں ہمارے شہید نے صاف صاف الفاظ میں اپنے عقائد کا اعلان نہیں کیا۔ پھر ہم پر تقیہ کا الزام لگانا کیونکر درست ہو سکتا ہے۔

اپنی مدد آپ کرو

از حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بمقام سرینگر

فرمودہ ۵ر جولائی ۱۹۲۹ء

(مرتبہ محمد فضل صاحب)

سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد فرمایا:-

قرآن مجید میں ترقی کے گر

قرآن مجید میں ہماری تمام ترقیوں اور کامیابیوں کے گر بتائے گئے ہیں۔ اور خصوصیت کے ساتھ سورہ فاتحہ میں اللہ تعالیٰ نے نہایت اختصار کے ساتھ اور اجمالی رنگ میں تمام حاجتوں کے حل کرنیکے گر بتا دیئے ہیں۔ اور ایسی دُعا سکھائی ہے جس سے مشکلات دور ہو سکتی ہیں ٭

ایک دوسرے کا تعاون

بہت سے لوگ دنیا میں تعاون کے غلط مفہوم کیوجہ سے دھوکہ کھاتے ہیں۔ اس میں شبہ نہیں کہ انسان کو ایک دوسرے کی مدد کیلئے پیدا کیا گیا ہے۔ جانوروں کی طرح نہیں۔ انسان آپس میں تقسیم عمل کرتے ہیں جانوروں میں یہ نہیں ہوگا۔ مثلاً ایک شیر اپنی خاصیتیں خود پوری کریگا اور وہ اپنے کھانیکے شکار کے لئے دوسرے شیر کا محتاج نہ ہوگا۔ مگر انسان کوئی بھی ایسا نہیں جسکی ضروریات مختلف لوگوں سے متعلق نہ ہوں۔ انسان تعاون سے ایک دوسرے کے کام آتے ہیں۔ اگر ایک انسان جنگل میں چلا جائے اور وہاں اپنا گزارہ جڑی بوٹیوں اور پتوں کے کھانے سے کرے تو کوئی اسے باہوش اور عقلمند نہیں کہے گا۔ بلکہ وہ پاگل کہلائے گا۔ جو خاصیتیں ایک شیر میں کمال کہلاتی ہیں وہ انسان کو ناقص ثابت کرتی ہیں یعنی شیر جسطرح زندگی بسر کرتا ہے۔ اگر اسی طرح انسان بھی کرنے لگے تو وہ ناقص سمجھا جائے گا۔ انسان میں شہریت اور مدنیت کا مادہ پایا جاتا ہے لیکن اسی مدنیت کا غلط اور بیجا استعمال اسکے اندر غلطی پیدا کر دیتا ہے مثلاً عمدہ خوراک زیادہ استعمال کرنا زیادہ آرام کرنا۔ زیادہ سونا۔ زیادہ پینا۔ یہ سب کام اندازہ سے زیادہ کرنے سے انسان بیمار ہو جائیگا۔ اور اس طرح اسکے لئے مدنیت مضر ہو جاتی ہے۔ یہ امر صحیح ہے کہ انسان تعاون کا محتاج ہوتا ہے لیکن صحیح تعاون کے معنے ہیں اپنی ذمہ داری ادا کر دینا۔ اور دوسرے کو اسکی ذمہ داری کیطرف توجہ دلانا۔ ایسا شخص جو اپنی ذمہ داری کو خود ادا نہ کرے بلکہ دوسروں کیطرف دیکھے یعنی ایسا مدنی الطبع انسان جو اپنے کاموں کا انحصار دوسروں پر رکھے مشرک ہوتا ہے۔ کیونکہ جو شخص اپنا کام خود نہیں کرتا۔ بلکہ دوسروں پر چھوڑ دیتا ہے وہ شرک کا مرتکب ہوتا ہے۔ وہ خدا کی دی ہوئی طاقتوں سے کام نہیں لیتا ایسا انسان دینی لحاظ سے مشرک کہلائے گا۔ اور دنیوی لحاظ سے اپاہج اور ذلیل۔

ایک لطیفہ

ہمارے ملک میں ایک لطیفہ مشہور ہے کہ ایک سپاہی اونٹ پر سوار گزر رہا تھا کہ کچھ فاصلہ پر سڑک کے کنارے دو آدمی لیٹے پڑے تھے۔ انہوں نے جب دیکھا کہ سڑک پر سے کوئی آدمی گزر رہا ہے۔ تو آواز دیکر اسے اپنے پاس بلایا۔ جب وہ انکے پاس گیا۔ تو ایک نے کہا۔ بھائی میری چھاتی پر ایک بیر پڑا ہے اٹھا کر میرے منہ میں ڈالدینا۔ یہ سنکر سپاہی حیران ہو گیا۔ کہ یہ کونسی بڑی بات تھی جسکے لئے مجھے بلایا گیا۔ اور میرے کام کا حرج کیا۔ اسپر اسے غصہ آیا۔ اور اس نے کہا یہ سست اور بیوقوف انسان ہے کہ چھاتی پر سے بیر اٹھا کر بھی منہ میں نہیں ڈال سکتا۔ اُس نے جو پاس ہی لیٹا تھا سپاہی کو مخاطب کر کے کہا بھائی ایسے بیوقوف پر ناراض نہ ہو۔ یہ تو ایسا نکما اور سست ہے کہ ساری رات کتا میرا منہ چاٹتا رہا ہے مگر اس نے ہش تک نہیں کی کہ وہ ہٹ جاتا۔ سپاہی یہ سنکر اور بھی حیران ہوا۔ اور انکی سستی کا خیال کر کے ہنسنے لگا ٭

قومی تنزل کی علامت

یہ مثال ان لوگوں کے متعلق بنائی گئی ہے جو دوسروں پر اتنا بھروسہ کرتے ہیں کہ اپنا معمولی سے معمولی کام بھی خود نہیں کرتے۔ ورنہ ایسا واقعہ حقیقت میں نہ ہوا ہوگا۔ ایسی حالت کا پیدا ہو جانا قومی تنزل کی علامت ہی ہے۔

انسانی ترقی کے لئے تین باتیں

سورۃ فاتحہ میں ایاک نستعین میں اللہ تعالیٰ نے تین باتیں سکھائی ہیں اور یہ تینوں باتیں انسانی کمال اور ترقی کے لئے ضروری ہیں۔ اوّل مدنیت یعنی تعاون۔ تعاون کا مطلب یہ ہے۔ کہ انسان لوگوں کے فائدہ کے کام کرے۔ اور اس نیت سے نہ کرے کہ لوگ اس کا کرینگے بلکہ دوسروں کے احساسات اور ترقی کا اسکو خیال ہو۔ دوسرے محنت کرنے والا ہو۔ خود عمل کرے اور عمل کے بعد نتائج کیطرف نگاہ ڈالے۔ تیسرے۔ دوسرے انسان پر توکل نہ کرے۔ غرض خود عمل کرنا۔ دوسروں پر توکل نہ کرنا۔ دوسروں کی بھلائی کے لئے کوشش کرنا۔ اور دوسروں کی مدد پر بھی بھروسہ نہ کرنا۔ عمل کر کے اپنی ترقی کی راہیں نکالنا۔ جو اللہ تعالیٰ کے فیض ہوں۔ انہیں اس طرح مانگنا کہ وہ اپنے لئے ہی نہ ہوں بلکہ ساری دنیا کے لئے ہوں۔ ملک پر بھی ہوں۔ قوم پر بھی ہوں محلہ والوں پر بھی ہوں۔ اپنے خاندان کے افراد پر بھی ہوں۔ بیوی بچوں۔ غرضیکہ ساری دنیا پر ہوں۔ نستعین میں جو استقامت طلب کی گئی ہے وہ مخفی رکھی ہے۔ اللہ تعالیٰ سے مدد مانگنا اور دُعا کرنا خود ایک کام ہے یعنی پورے طور پر عابد ہونا۔ یہ عام طور پر مشہور ہے۔ "بندگی بیچارگی"۔ عمل سے مدد مانگنا اصل مدد مانگنے کا طریق ہے۔ کوئی کسی کو ملے پیٹے اور پھر ساتھ ہی اسے کہے کہ مجھے کچھ دو۔ پھر لوگوں پر نگاہ نہ ہونے اور اللہ تعالیٰ سے مدد مانگنے سے یہ مطلب ہوتا ہے کہ خدا تعالیٰ نے قانون بنایا ہے۔ اس کے نیک نتائج پیدا کرے۔ یہ کبھی نہیں ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے کسی کو آکر لحاف اوڑھایا ہو یا کھانا منہ میں ڈالے۔ بلکہ اس کا قانون مقرر ہے۔ اللہ تعالیٰ کی امداد کا مطلب یہ ہوتا ہے کہ اس کے پیدا کردہ قانون کے ماتحت جو کام ہوتے ہیں۔ اُنکے اندر جو باریک در باریک مشکلات ہوتی ہیں ان سے بچانا پس استقامت کے معنی ہیں نیک نتائج کا نکلنا اور کمزوریوں کا دور ہونا پس ایاک نستعین کا یہ مطلب ہے کہ ہم تجھ سے ہی مدد مانگتے ہیں۔ صرف اپنے لئے نہیں بلکہ اپنے بھائیوں کیلئے بھی عبودیت سے کام کرتے ہیں تیرے سوا کسی سے مدد نہیں مانگتے۔ مدد لینا بُری بات نہیں ہے لیکن دوسرے انسان کو مدد دینے کے لئے کہنا بُری بات ہے۔ اگر تم کوئی کام کرنے لگے ہو۔ اور تمہارا محلے کا آدمی آکر تمہاری مدد کرنے لگے تو یہ بُری بات نہیں۔ بُری بات یہ ہے کہ تم کام کرنے سے پہلے دوسرے کی امداد کی انتظار کرو محلے والے کا خود آنا تو اچھی بات ہے لیکن یہ امید رکھنی کہ وہ آئے تو کام کیا جائے۔ تو یہ بے غیرتی ہے پس یہ تینوں باتیں جو انسانی ترقی کے لئے ضروری ہیں۔ ایک جملے میں آگئیں ٭

مسلمانوں کے تنزل کا باعث

مسلمانوں کے تنزل کا سارا باعث یہی ہے کہ انہوں نے ان باتوں پر عمل کرنا چھوڑ دیا ہے۔ پنجاب۔ یوپی۔ سی پی۔ اور یہاں کشمیر کا ہی یہ حال نہیں تمام مسلمانوں کا یہی حال ہے۔ ہر جگہ کے مسلمانوں کو یہ انتظار ہے کہ کوئی اور آئے اور انکی مدد کرے۔ حالانکہ ہر روز جو انسان نماز پڑھتا ہے کم از کم چالیس بار روزانہ دن میں سورۃ فاتحہ کو پڑھتا ہے اور بار بار یہ اقرار کرتا ہے مگر عجیب بات یہ ہے کہ اکثر لوگ کرتے اسکے خلاف ہیں ٭

سوال کی عادت

آجکل جہاں دیکھو اور جس ملک میں جاؤ ہٹے کٹے مشٹنڈے مسلمان سوال کرتے نظر آئینگے۔ حالانکہ اسلام میں سوال کرنا منع ہے۔ ایک بار نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ایک سوالی آیا۔ حضور نے اُسے کچھ دیدیا۔ پھر آیا تبھی کچھ دیدیا۔ اور پاس بٹھا کر فرمایا۔ اللہ تعالیٰ کو سوال کرنا پسند نہیں۔ اور اُسے دعائیں سکھلائیں۔ اس کے بعد اُس نے سوال کرنا چھوڑ دیا اور محنت کر کے کھانے لگا۔ صحابہ میں اسقدر غیرت تھی۔ کہ ایک دفعہ جبکہ گھمسان کی جنگ ہو رہی تھی۔ ایک صحابی کا جو گھوڑے پر سوار تھا کوڑا گر پڑا۔ دوسرے صحابی جو پاس تھے کوڑا اُٹھا کر دینے لگے۔ تو سوار صحابی نے انہیں خدا کی قسم دیکر کہا۔ ایسا نہ کرنا۔ حضرت نبی کریم صلعم نے سوال کرنے سے سخت منع فرمایا ہے۔ اگرچہ میں نے زبان سے سوال نہیں کیا۔ تاہم خود کوڑا نہ اُٹھانا سوال ہی کی شکل ہے میں خود اُٹھاؤں گا۔ اسی طرح حضرت عمرؓ کے وقت آپنے ایک شخص کو سوال کرتے دیکھا۔ اور اسکی جھولی چھین لی۔ اور اسکے چھاتی پر مکا مارا۔ اور فرمایا سوال کیوں کرتا ہے

جاکر محنت کرو ۔

آجکل مفلس لوگ تو الگ رہے۔ سب کے سب کسی نہ کسی رنگ میں سوالی ہیں۔ غریب بیچارے تو کچھ پاس نہ ہونیکی وجہ سے سوال کرتے ہیں لیکن امرا جنکے پاس سب کچھ ہوتا ہے۔ حکام کے دروازوں کے سامنے بیٹھے خطاب مانگتے ہیں گویا مانگنے کی دونوں کو عادت ہے جیسے روٹی کا ٹکڑا مانگتا ہے۔ ویسا ہی خطاب مانگتا ہے ۔

حضرت عیسیٰ سے امید

مسلمان خود محنت نہیں کرتے۔ دوسروں پر بھروسہ رکھتے ہیں اور یہی مسلمانوں کی تباہی کی بڑی وجہ ہے وہ اپنے دلوں میں ایک غلط عقیدہ جمائے بیٹھے ہیں۔ اور وہ یہ کہ عیسیٰ آسمان سے آئیگا۔ اور انہیں ساری دنیا کی دولت۔ مال۔ اسباب خود گھر بیٹھے بٹھائے دیدے گا۔ یہ انکی بے ہمتی اور بے غیرتی کیوجہ سے ہے۔ اب صحابہ کرام کے زمانہ سے نسبتاً دولت بھی زیادہ ہے تعلیم بھی زیادہ ہے۔ ایک جگہ سے دوسری جگہ جانیکے اسباب بھی ہیں۔ مگر وہی سست الوجود والی بات ہے کہ سپاہی اونٹ پر سے اُترے اور چھاتی پر سے بیر اُٹھا کر مُنہ میں ڈالے۔ یہ خود کچھ کرنیکے لئے تیار نہیں۔ جب بلقان کی جنگ شروع تھی۔ اور میں حج پر گیا۔ تو ایک آدمی ملا جس کے ہاتھ میں تلوار تھی۔ میں اس سے تلوار لیکر دیکھنے لگا۔ تو اس نے کہا بچنا لگ نہ جائے۔ وہ سمجھتا تھا کہ میں نے تلوار کبھی دیکھی نہیں میان سے نکالکر میں نے اس سے پوچھا۔ اسے کہاں استعمال کیا کرتے ہو کہنے لگا جب دشمن کا حملہ ہو میں نے کہا دشمن نے تو حملہ کیا ہوا ہے۔ پھر تمہیں کس وقت کی انتظار ہے کہنے لگا ہمیں لڑنے کی کیا ضرورت ہے عیسےٰ جب آسمان سے آئے گا تو لڑائی کرے گا۔ اور سب ملک فتح ہو کر مسلمانوں کے قبضہ میں آجائینگے۔ اکثر مسلمانوں کا یہی خیال ہے ۔

مسلمانوں کی موجودہ حالت

آج اس بھروسہ کی وجہ سے مسلمانوں کا حال دیکھو کیا ہو گیا۔ ایک وقت تھا جب مسلمان ساری دنیا کے بادشاہ تھے۔ آج انگریزوں کی طاقت بڑی سمجھی جاتی ہے حالانکہ یہ اسکے مقابلہ میں کچھ بھی نہیں۔ اسوقت دنیا کے ایک سرے سے لیکر دوسرے سرے تک مسلمانوں کی حکومت تھی بعد میں جب پھر دو حکومتیں ہو گئیں تو ایک کا صدر مقام بغداد تھا اور دوسری کا سپین۔ مگر آج مسلمانوں نے چونکہ خود کام کرنا چھوڑ دیا اس لئے قوت عملیہ جاتی رہی اور وہ ہر لحاظ سے گر گئے۔ ایک دفعہ میں لاہور میں مشن کالج کے پاس سے گزرا۔ اسوقت میاں محمد شریف صاحب ای اے سی اور چوہدری فتح محمد صاحب سیال جو آجکل صیغہ دعوت و تبلیغ کے ناظر ہیں میرے ساتھ تھے۔ ایک طالبعلم جو انگریزی طرز کا لباس پہنے ہوئے تھا مشن کالج سے نکلا۔ دروازے کے سامنے ذرا سی دیر ٹھہرا۔ اور مشن کالج کی عمارت کو دیکھ کر سر ہلا کر بولا مسیح آئے گا تو سب کچھ ہمارے ہی قبضہ میں آجائے گا ۔

رسول کریمؐ کی ہتک

یہی وجہ ہے کہ مسلمانوں نے حضرت نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی ہتک کی اور کہا حضرت عیسیٰ آسمانوں پر زندہ موجود ہیں مگر رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم زمین میں مدفون ہیں۔ اس کے نتیجہ میں خدا تعالیٰ نے بھی کہا تم نے میرے رسول کی ہتک کی اور اسے نیچے رکھا تم بھی نیچے رہو گے اور عیسےٰ کو جسکو تم نے اوپر چڑھایا۔ اسکی قوم یعنی عیسائی تمہارے اوپر حاکم بنائیں گے ۔

ہندو اور مسلمان میں ایک فرق

ہندو جب حکام کو ملنے جاتے ہیں تو وہاں جاکر دوسروں کے لئے سفارش کرتے ہیں اور کہتے ہیں فلاں کے لئے یہ کرو۔ مگر مسلمان جب جائینگے اپنے لئے ہی مانگیں گے۔ اس وجہ سے حکام کے دلوں میں انکی بیقدری ہو جاتی ہے۔ ہر مسلمان سب کچھ اپنے لئے مخصوص کر لینا چاہتا ہے۔ مگر ہندو چونکہ قوم کی ہمدردی اپنے دل میں رکھتا ہے اور دوسروں کے مفاد کے لئے کوشش کرتا ہے اس لئے حاکم پر اچھا اثر پڑتا ہے اور اسکی طرف زیادہ متوجہ ہو کر اس کا کام کرتا ہے مسلمان کی حتی الوسع یہ کوشش ہوگی کہ دوسرا مسلمان ذلیل ہو۔ مگر ہندو دوسرے ہندو کی ترقی اور بہتری کا خواہاں ہوگا

رفاہ عام کی سوسائٹیاں

عیسائی قوموں کو دیکھیں۔ انکے مشنری اپنے ملکوں سے کس قدر دُور دراز فاصلہ پر چلے جاتے۔ اور ہسپتال کھولتے ہیں۔ غریبوں اور بیماروں کی خبر گیری کرتے ہیں۔ ہندوؤں نے بھی عام لوگوں کی خدمت کی کئی سوسائٹیاں بنائی ہوئی ہیں۔ ہر جگہ اور ہر سٹیشن پر سیوا سمتی والے مسافروں کو پانی پلاتے ہیں مسلمان بھی بے غیرتی سے اُن سے مانگ کر پانی پی لیتے ہیں مگر یہ نہیں محسوس کرتے کہ اُنہیں بھی ایسی خدمت کے کام اپنے ذمہ لینے چاہئیں

مسلمان کس طرح ترقی کر سکتے ہیں

جو باتیں مسلمانوں نے چھوڑ دی ہیں جب تک وہ دوبارہ ان میں پائی نہ جائیں کبھی اور کسی حال میں ترقی نہیں کر سکتے۔ محنت کی عادت ڈالیں دوسروں پر بھروسہ کرنا چھوڑ دیں۔ خدمت خلق کو اپنا فرض سمجھیں تب وہ ترقی کر سکتے ہیں۔ کون کہہ سکتا تھا کہ عیسائی اسقدر ترقی کرینگے۔ مگر جب عیسائیوں نے وہ اصول اختیار کر لئے جنکے ذریعے مسلمانوں نے اسقدر ترقی کی تھی تب وہ دنیا کی بڑی اور طاقتور قوموں میں شمار ہونے لگے۔ سپین میں مسلمانوں کی حکومت کا مرکز تھا۔ اب وہاں دیکھئے مسلمانوں کا نام و نشان نہیں رہا۔ مگر اسلام کی اچھی باتیں آجتک اُن عیسائی عورتوں میں پائی جاتی ہیں۔ مثلاً پردہ۔ سپین کی عیسائی عورتیں پردہ کرتی ہیں۔ مگر مسلمان جنہوں نے یہ سب کچھ چھوڑ دیا تھا۔ ان کا نام و نشان نہیں رہا۔ اسلام چونکہ اچھی چیز تھی۔ اس وقت تک اس ملک میں اسلام کی خوبیوں کا نقش موجود ہے۔ گو مسلمان اپنی غفلت کی وجہ سے مٹا دیئے گئے ۔

کشمیر کے مسلمان

یہاں کشمیر میں بھی یہی مرض پایا جاتا ہے۔ اس لئے میں نے اپنے خطبے اس طرز کے بیان کرنے شروع کئے ہیں۔ کہ مسلمانوں میں عمل نہ کرنے کی وجہ سے جو پستی ہے۔ اس میں تبدیلی پیدا ہو۔ کیونکہ جب تک مسلمان اپنی مدد آپ نہ کریں گے۔ محنت نہ کریں گے۔ دیانتداری سے کام نہ کریں گے اپنے آپ کو مفید نہ بنائیں گے۔ مصیبت زدوں کی امداد نہ کریں گے تب تک ترقی نہ ہوگی۔ اگر مسلمان یہاں ایک عام لوگوں کی خدمت کرنے والی سوسائٹی بنالیں۔ مصیبت زدوں کی امداد کریں ہندو مسلمانوں کی تمیز چھوڑ دیں۔ تو سب چھوٹے بڑے۔ ہندو۔ سکھ۔ عیسائی ایسا کام کرنے والوں کو عزت کی نظر سے دیکھنے لگیں گے۔

ایک واقعہ

یہاں کشمیر کا ایک واقعہ مجھے یاد ہے جب میں سنہ ۱۹۲۱ء میں یہاں آیا تو اسلام آباد میں ایک گبہ نایپ دیکر بنوانے کا آرڈر دیا۔ جب وہ تیار کر کے لایا۔ تو اصل ناپ سے جو اسے بتایا گیا تھا کچھ کم تھا۔ ہم نے کہا کہ تمہارا تو وعدہ تھا اور قیمت کے ساتھ یہ معاہدہ تھا۔ کہ اتنی رقم تب دیجاویگی جبکہ اس ناپ کا گبہ بنا کر لاؤ گے۔ اس کے جواب میں اُس نے کہا جی میں مسلمان ہوں۔ گویا اس کے نزدیک مسلمان کے لئے بد دیانتی اور وعدہ خلافی کوئی بُری بات نہیں ۔

مسلمانوں کو چاہیئے۔ خدا تعالےٰ کی امداد کے طالب ہوں۔ دوسروں پر توکل نہ کریں بلکہ خود عمل کریں اور خدا تعالےٰ کے ماننے والوں میں سے ہوں ۔

سیلون میں یورپین نومسلمہ کی تقریریں

مس ہدایت بڈیورپین نومسلمہ نے قادیان آتے ہوئے سیلون میں متعدد تقاریر کیں۔ ایک تقریر براڈ کاسٹنگ کے ذریعہ "اسلام مغربی ممالک میں" کے موضوع پر تھی۔ جس میں واقعات اور حقائق کی بنا پر ثابت کیا گیا۔ کہ مغرب کے اسلام کے متعلق خیالات میں اصلاح ہو رہی ہے اور وہ اسلام کو صحیح طور پر سمجھ رہے ہیں۔ اور مغربی رویہ میں اس تبدیلی کا بہت بڑا باعث حضرت احمد قادیانی علیہ السلام کے متبعین کی تبلیغی سرگرمیاں ہیں جو انہوں نے یورپ میں شروع کر رکھی ہیں۔ اس تقریر کے متعلق وہاں کے انگریزی اخبارات "دی سیلون آبزرور" (۳۰ اپریل) اور سیلون مارننگ لیڈر (۳۰ اپریل) میں مفصل نوٹ شائع ہوئے ہیں۔ اسی طرح آپ نے ایک تقریر میں بتایا کہ میں مسلمان کیوں ہوئی جس میں اسلام کا مطابق فطرت مذہب ہونا اور ہر ایک بات کو عقل سے منوانا اور عیسائیت کی عسیر الفہم تثلیث و کفارہ کی منطق اس کا سب سے بڑا سبب بتایا۔ اس تقریر میں بھی آپ نے حضرت احمد علیہ السلام کے کارہائے نمایاں کا ذکر کیا۔ اس کے علاوہ آپ نے ایک تقریر مسلمان عورتوں میں کی۔ جس میں علم حاصل کرنے کے ساتھ یورپ کی خطرناک آزادی سے بچنے نیز اولاد کی احسن تربیت کی طرف نہایت موزوں الفاظ میں توجہ دلائی۔ یہ تقریر "دی ٹائمز آف سیلون" (۲۸ اپریل) میں درج ہوئی ہے۔ اسی طرح آپ نے ایک تقریر "عورت کی آزادی" پر کی جس میں وہ حقوق بیان کئے۔ جو اسلام نے عورت کو دیئے ہیں اور ساتھ ہی مسلمان عورتوں کو تعلیم کی طرف توجہ کرنے کی تلقین کی ۔

اس تقریر کا خلاصہ دی ٹائمز آف سیلون (۳۰ اپریل) اور ڈیلی نیوز (۵ مئی) میں درج ہوا ہے ۔

بغداد میں ۲ جون کا جلسہ

حسب فرمان حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ بنصرہ اس جگہ بھی ۲ جون کا جلسہ زیر صدارت شیخ منظور واحد صاحب امیر جماعت احمدیہ بغداد منعقد کیا گیا۔ احباب جماعت اپنے اپنے زیر اثر غیر احمدی اصحاب کو ہمراہ لائے۔ خاکسار مولوی محمد نواز خان صاحب اور امیر جماعت نے فضائل نبوی پر تقریریں کیں ۔

نیاز مند محمد عبد اللہ احمدی
سیکرٹری جماعت احمدیہ

منصب حکم اور غیر مبائعین

ناظرین الفضل کی کسی گذشتہ اشاعت میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے منصب حکم کے متعلق ڈاکٹر بشارت احمد صاحب کے خیالات سے واقف ہو چکے ہیں۔ اس کے بالمقابل خود حضرت اقدس علیہ الصلوٰۃ والسلام کا اس امر کے متعلق اپنا کلام پاک بھی پڑھ چکے ہیں۔ اس اشاعت میں چونکہ مسئلہ زیر بحث کے متعلق حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے اولین صحابہ کا مذہب پیش کیا جائے گا۔ اس لئے ضروری ہے۔ کہ غیر مبائعین کے خیالات جو مختلف اوقات میں وہ ظاہر کرتے رہے ہیں۔ پہلے پیش کر دوں

(۱) "اس قرآن اور حدیث کو کہاں رکھیں۔ کیا مرزا صاحب کو لیکر قرآن و حدیث کو جواب دیدیں" (از مولوی محمد علی صاحب پیغام صلح نمبر ۵۵ جلد ۵)

(۲) "کیا آپ قرآن کریم اور حدیث صحیح کو حضرت مسیح موعود کے الہام اور تحریر پر مقدم جانتے ہیں۔ جیسا کہ ہمارا مسلک ہے یا قرآن کریم اور الہامات مسیح موعود ؑ کا ایک ہی مرتبہ سمجھتے ہیں۔ جیسا کہ میاں محمود احمد صاحب کا مذہب ہے" (سوال مولوی محمد علی صاحب از ظہیر الدین اروپی پیغام نمبر ۹۲-۹۳ جلد ۵)

(۳) "اسلام کی تعلیم یہی ہے۔ کہ اس اُمت میں اب خواہ کتنا ہی بزرگ ہو۔ معین الدین اجمیری ہو۔ شاہ ولی اللہ ہو۔ مجدد احمد سرہندی ہو۔ شاہ عبدالقادر جیلانی ہو۔ اور خواہ مرزا غلام احمد قادیانی کیوں نہ ہو۔ ان کا قول کتاب و سنت پر حکم نہیں ہو سکتا۔ یہ لوگ غلطی کھا سکتے ہیں۔ اس لئے ان کے تمام اقوال صرف کتاب و سنت ہی پر پرکھے جائیں گے" (مولوی محمد علی صاحب۔ پیغام نمبر ۴ جلد ۱)

(۴) "حکم عدل کے یہ معنے نہیں۔ کہ ہر ایک بات اور ہر ایک اسلامی مسئلہ میں آپ (حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام) حکم عدل ہیں۔ اگر ایسا مانا جائے۔ تو پھر امن ہی اٹھ جاتا ہے"

(پیغام صلح نمبر ۸۶-۸۷ جلد ۵)

یہ مختصر سا مرقع ہے۔ جو کہ ڈاکٹر بشارت احمد صاحب کے ہم خیالوں کا اس وقت مجھے ملا ہے۔ اس کے جواب میں پہلے میں اس شخص کا مذہب پیش کرتا ہوں جس کا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ساتھ نبض اور دل کا تعلق تھا۔ اور جو حضور علیہ السلام کے وصال کے بعد چھ سال تک اہل پیغام کا بھی ایسا ہی مطاع اور امام تھا جیسا کہ ہمارا۔ یعنی سیدنا نور الدین رضی اللہ عنہ خلیفۃ المسیح اول۔ جب حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام جمع صلوتین پر تقریر فرما رہے تھے۔ تو حضرت اقدس کی تقریر کے اختتام سے قبل ہی حضرت خلیفۃ المسیح اول رضؓ ایک جوش اور صدق کے نشہ سے سرشار ہو کر کھڑے ہوئے۔ اور فرمایا:۔

"میں اس وقت حاضر ہوا ہوں۔ کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے بھی رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حضور رضیت باللہ وبمحمد نبیّاً کہکر اقرار کیا تھا۔ اب میں بھی اس وقت صادق امام مسیح موعود اور مہدی معہود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے حضور یہی اقرار کرتا ہوں۔ کہ مجھے کبھی ذرہ بھی شک اور وہم حضور کے متعلق نہیں گذرا۔ اور یہ خدا تعالےٰ کا فضل ہے۔ ہم جانتے ہیں۔ کہ بہت سے اسباب ایسے ہیں۔ جن کا ہمیں علم نہیں۔ اور میں نے ہمیشہ اسکو آداب نبوت کے خلاف سمجھا ہے۔ کہ کبھی کوئی اس قسم کا سوال کروں۔ میں آپ کے حضور اقرار کرتا ہوں۔ رضینا باللہ ربا وبک مسیحاً ومہدیاً۔ فتاویٰ احمدیہ صفحہ ۴۲

مولوی محمد علی صاحب و ڈاکٹر بشارت احمد صاحب! حضرت عمر رضؓ نے تو واحد کا صیغہ استعمال کیا۔ اور صحابہ کرام نے اپنی کامل اطاعت سے انہیں اپنا ترجمان ثابت کیا۔ لیکن سیدنا نور الدین رضی اللہ عنہ نے جمع کا صیغہ استعمال فرما کر آپ لوگوں کو بھی صدق ایمان کے اقرار میں شامل کیا تھا۔ کاش! آپ لوگ ان کی حسن ظنی کا ہی کچھ پاس کرتے اور حضرت امام حکم عدل کے ساتھ اختلاف نہ کرتے۔

(۲) "میں اللہ تعالےٰ کی قسم کھا کر اعلان کرتا ہوں کہ میں مرزا صاحب کے تمام دعاوی کو دل سے مانتا ہوں۔ اور یقین کرتا ہوں۔ اور ان کے معتقدات کو نجات کا مدار مانتا میرا ایمان ہے" نور الدین۔ بدر نمبر ۳۹ جلد ۱۰۔ ۲۷ر جولائی ۱۹۱۱ء۔ (تعجب ہے۔ غیر مبائعین کہتے ہیں۔ کہ "جس بات میں آپ (حضرت مسیح موعود علیہ السلام) مامور نہ تھے۔ اس میں آپ کے خیال سے اگر کوئی شخص اختلاف کرتا ہو۔ تو یہ جائز ہے۔ پیغام نمبر ۸۶/۸۷ جلد ۵)

(۳) "میں حضرت امام مسیح موعود و مہدی معہود کو دل سے سچا اور ان کے کاموں کو صداقت کے کام یقین کرتا رہا۔ اور اب تک اسی یقین پر ہوں۔ ایک ذرہ بھر ان سے خلاف کو ہلاکت کا باعث اعتقاد رکھتا ہوں" نور الدین۔ رسالہ پیغام صلح انٹروڈکشن)

حضرت مولانا نور الدین رضی اللہ عنہ کے بعد میں اس شخص کا ذکر کرتا ہوں۔ جسے خدا تعالیٰ نے "مسلمانوں کا لیڈر" قرار دیا۔ نہ صرف آپ لوگ ہی اس کے والا و شیدا تھے۔ بلکہ خود خدا کا مسیح بھی اس کی ناز برداری کرتا تھا۔ فرماتے ہیں:۔

کے تواں کردن شمار خوبی عبدالحکیم
آنکہ جاں داد از شجاعت بر صراط مستقیم
حامئ دیں آنکہ یزداں نام او لیڈر نہاد
عارف اسرار حق گنجینۂ دین قویم

ممکن ہے۔ آپ کے کان ان کی خوش الحانی اور خوش بیانی کی لذت اور سرور کو بھول چکے ہوں۔ لیکن منصب حکم کے مسئلہ پر اخبار الحکم میں ان کا ریکارڈ اب تک موجود ہے۔ اور وہ یہ ہے:۔

"اب بڑی بات جس پر میں اپنی جماعت کو توجہ دلانی چاہتا ہوں۔ یہ ہے۔ کہ کس درجہ کا ایمان ہمیں اس امام ہمام علیہ الصلوٰۃ والسلام کی نسبت رکھنا چاہیئے۔ میں صاف صاف کہتا ہوں۔ اور بصیرت اور شرح صدر سے کہتا ہوں۔ کہ اسی قسم کا ایمان جو اس امام کے متبوع و مقتدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نسبت چاہا گیا ہے۔ جبکہ یہ مرسل اللہ اسی رنگ۔ اور اسی منہاج اور اسی کے قدم پر ہے۔ اس لیئے کہ اسی ایمان کو ان ہی طاقتوں اور معجزوں کے ساتھ ثریا سے اتارنے کے لئے آیا ہے۔ جو قرآن کریم نے دنیا کو بخشا تھا۔ غرض جبکہ چشمہ ایک ہی ہے۔ اور آقا اور غلام دونوں ایک ہی مقصد کے پورا کرنے کو یکساں ہتھیار لے کر آئے ہیں تو کیا وجہ ہے۔ کہ مرسلان الٰہی میں تفریق روا رکھی جائے۔ بخدائے عظیم مجھے تو ذرا بھی تردد نہیں۔ اس بات کے کہنے میں کہ اس وقت مفرّق بھی وہی لوگ ہیں۔ جو بعض کو مانتے ہیں۔ اور بعض کا انکار کرتے ہیں۔ اب اسی بات کی تشریح اور صفائی کے لئے کہ وہ کیا ایمان تھا۔ جو آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نسبت قوم سے طلب کیا گیا۔ میں قرآن کریم کی ایک آیت پڑھتا ہوں۔ اس میں ہماری جماعت کو ہمیشہ غور کرنا چاہیئے۔ اور چاہیئے کہ کبھی اپنے ایمانوں پر مطمئن نہ ہوں۔ اور نہ تزکیہ نفس سے ایمن ہوں۔ اور وساوس نفس کے ورطہ میں مبتلا ہو جانے سے ہرگز نڈر نہ ہوں۔ جب تک دامان دل میں اس جنس کے ایمان کا موتی ڈال نہ لیں۔ جو اس آیت میں آتا ہے۔ اور وہ آیت یہ ہے۔

فلا وربک لا یؤمنون حتی یحکموک فیما شجر بینہم ثم لا یجدوا فی انفسہم حرجا مما قضیت ویسلموا تسلیما....

..... اس آیت میں ایمان بالرسل کے لئے یہ شرط لگا دی گئی ہے۔ کہ ہر اختلاف باہمی کے وقت رسول حکم ہو۔ اس کا فیصلہ قطعی اور ناطق ہو۔ اس کے فیصلہ پر زبانیں ہی نہیں۔ دل بھی شرح و ذوق سے راضی ہو جائیں۔ اور بالآخر اس کے موافق عمل درآمد بھی کر کے دکھائیں .... ادھر ایک اور شخص آزادی رائے اور قوت خود اختیاری کی حمایت میں کھڑا ہوتا ہے۔ کہ ایک فرد خاص کی اطاعت و اتباع اس درجہ کی جو تمہارا مطلب ہے۔ فری ول یعنی قوت اختیار کا خون کرتا ہے علاوہ بریں عقل کیونکر تسکین پا جائے۔ اس بات سے کہ ایک ایسے شخص کی اتباع اور تحکیم فرض قرار دیجائے ایسی قوموں پر جو ہر قسم کے تجربوں اور دانشوں اور فراستوں کے جامع فردوں سے مرکب ہوں۔ ان ملمع کار باتوں کی بظاہر سطحی خیال لوگوں پر ہیبت پڑ سکتی تھی۔ ان تمام اعتراضوں کے کافی جواب کو مدنظر رکھ کر اور بیقرار قلوب کو پوری تسکین دینے کے لئے خدائے حکیم نے اپنا کلام اس طرح شروع کیا۔ فلا وربک۔ ربک اس راز کی کلید ہے یعنی قانون قدرت اور اصول فطرت کے موافق ہم نے اس انسان کو اپنے دبستان میں تربیت کر کے بھیجا ہے اور کیا کبھی ہو سکتا ہے کہ ہمارا تربیت کردہ جسے ہم نے اصلاح خلق کے مناسب حال قویٰ عنایت کئے ہیں کسی امر میں غلطی کھا جائے۔ اور اسکی اتباع و تحکیم کا نتیجہ کبھی ہلاکت اور تباہی ہو سکتی ہے .... یہی بات ہے

کہ مامورین و مرسلین ایسے قویٰ لے کر آتے ہیں جنہیں پُر علم اور پُر قدرت اور پُر حکمت ہاتھ نے پیش بہا ارادوں کے پورا کرنے کے لئے شروع ہی میں خصوصیت اور امتیاز کی ترکیب دی ہوتی ہے۔ بجز انما انا بشر مثلکم کے اشتراک اور بیرونی مشابہت کے۔ اور ان کی بات عام مخلوق سے ملتی نہیں۔۔۔۔

۔۔۔ اس بڑے بھاری مرحلہ کے طے کرنے کے بعد اب میں اصل بات کی طرف آتا ہوں۔ میری اصل غرض یہ ہے۔ کہ ہماری جماعت کو حضرت مسیح موعود مہدی موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ذات پاک پر بھی ویسا ہی ایمان رکھنا چاہیئے جیسے کہ قرآن کریم کی اس آیت شریفہ کا مفہوم ہے جو میں بیان کر چکا ہوں۔ اگر اس ایمان میں کچھ بھی کسر رہ جائے گی۔ اور دل کے کسی کونے میں کوئی تردد اور وسوسہ رہ جائے گا تو یاد رکھو کہ وہ انتہائی نفاق کے برص کا داغ ہوگا جو یا تو اسی دنیا میں پھیل کر سارے قلب کے اندام پر محیط ہو جاوے گا یا اس کا بد نتیجہ آخرت کی نابینائی ہوگی۔ اگر اس کے لئے اور کوئی بھی ثبوت نہ ہو جب بھی مامور و مرسل ہونا اس کے لئے کافی دلیل ہے۔ مگر خدا کا شکر ہے کہ یہی آیت حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو ایک دفعہ الہام ہوئی جس سے خدا کا منشا ہے جو ایمان نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم پر مطلوب ہے وہی یہاں بھی مطلوب ہے۔ میں اپنی فراست سے دیکھتا ہوں کہ خدا تعالیٰ نے اس الہام میں بہت سی حکمتیں ودیعت کی ہیں اور خاص غرض سے یہ اپنا کلام اپنے بندہ کے منہ میں ڈالا۔ منجملہ انکے ایک یہ بھی میری سمجھ میں آتی ہے کہ اس کے علم میں تھا کہ کچھ لوگ ایسے بھی ہونگے جن کے قلوب میں ایسے عظیم الشان انسان کی نسبت دغدغے اور وسوسے پڑینگے۔ انکے نزدیک ایسا ایمان اپنے اجتہاد اور علم اور عقل کی قربانی کرنی ہوگی۔۔۔۔۔۔ غیر قوموں کے ذکر کو چھوڑو۔ اندرونی قوموں کے حال پر غور کرو جنکی اصلاح کے لئے حضرت مہدی موعود تشریف لائے ہیں۔ اور جن سے چاہا گیا ہے کہ وہ ایسا ایمان آپ پر لائیں ان میں ہزاروں بڑے بڑے صوفی اور درویش جنکے پاس انکے مانے ہوئے بزرگوں کے انبار در انبار تالیفات اور ملفوظات بڑے بڑے بھاری علماء اور مولوی اور مجتہد جو رات دن احادیث اور تفاسیر اور علوم الٰہیہ کی درس و تدریس میں مصروف رہتے ہیں جنکے دماغ میں ان خشک لفظوں کے رات دن پڑھنے سے یہ کیڑا پیدا ہو جاتا ہے۔ اور ضروری ہے کہ پیدا ہو کہ وہ خود مکتب خداوند کے یگانہ شاگرد اور مجتہد مطلق ہیں۔ وہ بات بات کے لئے اپنے زعم میں ان الفاظ کی ایک میزان ہاتھ میں رکھتے ہیں وہ کسی کی بات مان سکتے ہی نہیں جب تک اس موضوع میزان میں اسے تول نہ لیں۔ حقیقت میں غور کرو کہ ہمارے امام مسیح موعود کو کن لوگوں سے پالا پڑا ہے اور کتنا بڑا نازک کام آپ کے سپرد کیا گیا ہے۔ ان امور کو مدنظر رکھ کر (واللّٰہ اعلم بمرادہ وعلمہ اتم واحکم) خدائے علیم و حکیم نے یہ الہام (فلا وربک) اپنے بندہ پر نازل کیا کہ جب تک لوگ اپنے علم خشک کے انباروں کو راکھ کر کے اور اپنے استنباطوں اور اجتہادوں اور دانشوں اور فہموں کو برباد کہہ کر ان سادہ اور پاک صحابیوں کی طرح آپ کے پیچھے نہ ہو لینگے۔ جب تک مومن نہ ہونگے۔ غور کرو۔ وآخرین منھم لما یلحقوا بھم کا مصداق جب مسیح کی جماعت کو ٹھہرایا گیا۔ تو صحابہ کا سا ایمان ان سے کیوں مطلوب نہ ہوگا۔ ضروری ہے کہ ہمارا ایمان حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے اقوال و اعمال و افعال کی نسبت ویسا ہی ہو جیسا ہم پر فرض ڈالا گیا ہے کہ ہم رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر رکھیں +

سُنئے دلی رنج اور افسوس کے ساتھ بعض خط پڑھے ہیں جن سے ایک قابل افسوس تنازع کی خبر ملی جو بعض ناواقف اور جلد باز اور ناتجربہ کار لوگوں کی طرف سے برپا ہوا۔ بعض غلط کاروں نے ناواجب جوش کی تاب مقاومت نہ لاکر منہ سے کہدیا کہ ہم پابند نہیں کہ امام کی ساری باتوں کو مانیں۔ ہم دیکھ لینگے۔ اگر امام کی بات قرآن و حدیث کے موافق ہوگی تو مان لینگے ورنہ اسکی طرف التفات نہ کرینگے۔ میں خوب جانتا ہوں کہ یہ مرض بعض ان لوگوں میں ہے جو بدقسمتی سے چار حرف پڑھ گئے ہیں۔ اور وہ خدا تعالیٰ کے مصطفا آئینہ کے حضور میں اتنی دیر بیٹھنے کی توفیق نہ پاسکے کہ انکے علوم و فہم کی بدصورتی ان پر کھل جاتی۔ افسوس یہ سوء ادب ایسا ہے کہ اس کے سُننے سے عرش الٰہی کانپ اُٹھتا ہے۔۔۔۔۔۔ پھر میں پوچھتا ہوں انہوں نے بیعت کیا کی وہ تو آخر کار اپنے اور ایمان لانیوالے یا یوں کہو کہ اپنے اجتہاد پر ایمان لانیوالے نکلے۔ وہ حضرت حکم اللّٰہ پر کیا ایمان لائے وہ تو اس حکم کے بھی حکم بن بیٹھے کیونکہ جب امام حکم کیطرف سے کوئی مسئلہ قرآن و حدیث سے استنباط ہو کر شائع ہوگا۔ اس کے بعد انکی ڈیوٹی ہوگی کہ وہ اپنے علوم اور اجتہاد کی قوتوں کو جو شاید کہیں کہیں چلی گئی ہوں جمع کریں۔ اور خوب غور کریں کہ امام صاحب کا یہ استنباط صحیح ہے یا واہی ہے۔ پھر اگر انکی استنباط و اجتہاد کی میزان میں پورا اُترا تو قبول ورنہ مردود۔ اللہ اکبر۔ سوچو اور خدا کے لئے غور کرو۔ یہ کتنا بڑا بول ہے۔ کبرت کلمۃ تخرج من افواھھم ان یقولون الا کذبا۔ خدا تعالیٰ کا موعود حکم اسی لئے تو آیا اور ایسے وقت میں آیا۔ کہ تمہارے مغز۔ خدا تعالیٰ کی باتوں کو سمجھنے کے لائق نہ رہے تھے۔ اور تمہیں ہر نیک بات کے سمجھنے میں ٹھوکریں لگنی شروع ہو گئی تھیں۔ ورنہ لفظ حکم کی اور حقیقت کیا ہے جب اسکے آنے پر بھی وہی سر دردی باقی رہی کہ ہمارے اجتہاد اور استنباط کی مشینیں بھی ویسی ہی دن رات چلتی رہیں۔۔۔

۔۔۔ یہی باتیں تو وہ لوگ کہتے ہیں۔ جو اس نور سے مستفید نہ ہوئے۔ وہ بھی تو یہی کہتے اور اپنے تئیں اس کہنے میں حق پر سمجھتے ہیں۔ کہ اس شخص (مسیح موعود) کی باتوں کو کیونکر قبول کریں۔ جب تک قرآن و حدیث کے موافق نہ پائیں ؎

یہ اس خطبۂ کریمیہ سے اقتباسات دیئے گئے ہیں۔ جو کہ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کی موجودگی میں اور حضور کو مخاطب کر کے پڑھا گیا۔ پھر اسپر حضرت امام ہمام علیہ السلام کی بہ مُہر تصدیق ثبت ہے کہ "یہ بالکل میرا مذہب ہے جو آپ نے بیان کیا"۔ اس خطبہ کے اندراج کے بعد میں اپنی طرف سے سوائے اسکے اور کچھ نہیں کہنا چاہتا کہ غیر مبایعین اس خطبہ کی بار بار تلاوت کریں تاکہ فلا وربک کا صحیح مفہوم ان پر کھل جائے۔ اور وہ احمدی کہلا کر آیندہ حضرت امام حکم عدل کے متعلق سوء ادبی کے مرتکب نہ ہوں +

خاکسار مصباح الدین احمد عفی عنہ

امراء کا تقرر

مندرجہ ذیل جماعتوں کے لئے یکم مئی ۱۹۳۲ء سے ۳۰ اپریل ۱۹۳۳ء تک کے لئے حسب ذیل احباب کو حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ بنصرہ نے مقامی امیر مقرر فرمایا ہے:۔

(۱) بابو اعجاز حسین صاحب دہلی۔
(۲) ڈاکٹر محمد منیر صاحب امرتسر۔
(۳) سید عبدالسلام صاحب سیالکوٹ۔
(۴) چوہدری احمد الدین صاحب وکیل گجرات۔
(۵) چوہدری غلام احمد خان صاحب وکیل پاکپٹن۔
(۶) چوہدری محمد فضل خان صاحب راولپنڈی۔
(۷) حکیم ابوطاہر محمود احمد صاحب کلکتہ
(۸) مولوی عبدالعزیز صاحب بھینی شرقپور۔
(۹) مرزا ناصر علی صاحب وکیل فیروز پور۔
(۱۰) ڈاکٹر محمد عبداللہ صاحب سب اسسٹنٹ سرجن کوئٹہ۔
(۱۱) بابو عطا محمد صاحب انسپکٹر آف ورکس پنشنر جہلم۔
(۱۲) حافظ محمد طیب اللہ صاحب بھرتپور بنگال۔
(۱۳) مولوی عبدالحمید صاحب وکیل سالار جنگ بلڈنگ حیدرآباد دکن
(۱۴) مولوی عبداللطیف صاحب چٹاگانگ۔
(۱۵) خان صاحب منشی برکت علی صاحب شملہ۔
(۱۶) سیٹھ عبداللہ الہ دین صاحب سکندر آباد۔
(۱۷) بابو عبدالرحمن صاحب پنشنر انبالہ۔
(۱۸) میاں محمد یوسف صاحب اپیل نویس مردان۔
(۱۹) سید لال شاہ صاحب ہیڈ ماسٹر ہیراں پور ضلع شیخوپورہ
(۲۰) میاں خیرالدین صاحب سیکھواں ضلع گورداسپور۔
(۲۱) مولوی محمد نور حسین صاحب جلپاگوری بنگال۔
(۲۲) حکیم محمد الدین صاحب گوجرانوالہ۔

ذوالفقار علی خان ناظر امور

کیسا روپیہ ہے

۱۱ جولائی ۱۹۳۲ء کو ایک منی آرڈر مبلغ [illegible] بنام امور عامہ وصول ہوا۔ افسوس ہے کہ اس کا کوپن [illegible] فرستندہ کا نام شاید عبداللہ خان تھا۔ براہ مہربانی [illegible] سے فوراً مطلع فرماویں۔ ۱۴ جولائی ۱۹۳۲ء

محمد صادق عفی عنہ ناظر امور [illegible]

انبالہ میں ۲ جون کا جلسہ اور نامہ نگار "زمیندار" کی غلط بیانی

اخبار زمیندار ۱۲ر جون میں ایک مضمون بعنوان "شہر انبالہ کے مسلمانوں کی بیداری اور قادیانیوں کی عبرت ناک ناکامی" کسی محمد شاہد علی کے قلم سے ۲ر جون کے جلسہ کے متعلق شائع ہوا ہے۔ جو سراسر غلط اور گمراہ کن ہے۔

نامہ نگار مذکور نے تین باتیں بیان کی ہیں۔

(۱) جلسہ میں سوائے قادیانیوں اور چند دیگر تماش بینوں کے کسی نے شرکت نہیں کی۔ (۲) اس بارے میں مولوی معظم علی صاحب کی مساعی قابل ستائش ہیں۔ جن کی تقریری کوششوں نے مسلمانوں کے دلوں میں حضرت خاتم النبیین صلعم کی حقیقی محبت کا جذبہ پیدا کر دیا۔

(۳) اس جلسہ میں قادیانیوں کو اپنے مقاصد میں عبرتناک ناکامی ہوئی۔

امر اول کے متعلق عرض ہے۔ اللہ تعالے کے فضل سے ۲ر جون کو جلسہ میں ہر مذہب و ملت کے شریف اور تعلیمیافتہ اصحاب کے علاوہ قریباً تمام مقامی افسران ضلع بیرسٹرو وکلا صاحبان اور دیگر معززین شامل ہوئے چند قابل ذکر ہستیاں حسب ذیل ہیں۔ جناب اسسٹنٹ کمشنر صاحب بہادر جناب جونیر سب جج صاحب بہادر۔ جناب سپرنٹنڈنٹ صاحب بہادر اقوام جرائم پیشہ۔ جناب افسر صاحب خزانہ۔ جناب سپرنٹنڈنٹ صاحب جیل۔ جناب خانصاحب بابو نذر محمد صاحب بی۔ اے۔ ایل ایل۔ بی پبلک پراسیکیوٹر و پریذیڈنٹ میونسپل کمیٹی۔ شیخ ظہیر الدین صاحب بی۔ اے۔ ایل ایل۔ بی سکرٹری انجمن اسلامیہ و میونسپل کمشنر۔ جناب سید محمد حنیف صاحب بی اے ایل ایل۔ بی۔ مینجر مسلم ہائی سکول و قائم مقام معتمد عمومی جمیعۃ مرکزیہ تبلیغ الاسلام جناب پنڈت راجندر صاحب بی اے ہیڈ ماسٹر آریہ ہائی سکول جناب قاضی علی محمد صاحب پریذیڈنٹ انجمن راعیان و فنانشل سیکرٹری انجمن اسلامیہ۔ قاضی غفران احمد صاحب ایچ۔ ڈی۔ سی۔ مسٹر ٹیک چند صاحب بیرسٹر۔ جناب شیخ عبدالحکیم صاحب منصرم دفتر جمیعۃ مرکزیہ تبلیغ الاسلام یہ وہ اصحاب ہیں۔ جنہوں نے جلسہ میں شرکت کی۔ اور جن کی نسبت نامہ نگار زمیندار نے ایسے ناشائستہ اور بازاری الفاظ استعمال کئے ہیں۔ سچ ہے ساون کے اندھے کو ہر طرف سبزہ ہی سبزہ نظر آتا ہے۔

(۲) مولوی معظم علی صاحب کی کوشش تو یہ تھی کہ کسی طرح سے یہ جلسہ منعقد نہ ہو۔ اور اسی کے لئے انہوں نے اپنا تمام زور صرف کر دیا۔ لیکن اس جلسہ کے انعقاد سے جو ذلت اور رسوائی اسے حاصل ہوئی۔ مدت العمر اسے یاد رہیگی۔ کسی دانا اور فہیم انسان نے ان کے اس فعل کو قابل اعتنا نہیں سمجھا۔ جو نہ صرف خود ہی جلسہ میں شامل ہوئے بلکہ اپنے دوستوں کو بھی جلسہ میں شرکت کے لئے کہتے رہے۔ اور خود مولوی صاحب سے بھی ان کے اس فعل کی مذمت کی۔ کہ ذکر خاتم النبیین صلعم میں شامل ہونیسے لوگوں کو روکنا اور جلسہ کے انعقاد میں روکاوٹیں ڈالنا خاتم النبیین صلعم کی محبت ظاہر نہیں کرتا۔ بلکہ اس کے برخلاف آنحضرت صلعم سے بغض ظاہر کرتا ہے۔ کسی معزز تعلیم یافتہ شخص نے ان کے فعل کو استحسان کی نظر سے نہیں دیکھا۔

امر سوم کی نسبت میں صرف اتنا ہی تحریر کر دینا کافی سمجھتا ہوں کہ ہمارا مقصد ان جلسوں سے جیسا کہ بارہا شائع کیا جا چکا ہے۔ صرف یہ ہے کہ آنحضرت صلعم کی نسبت جو غلط فہمیاں بعض لوگوں نے پھیلا رکھی ہیں۔ اور جن کی وجہ سے ملک کا امن خطرہ میں ہے۔ اور ہمسایہ اقوام ہندو مسلمانوں میں جذبات منافرت اور منافقت پیدا ہو رہے ہیں۔ ان کو دور کیا جائے۔ اور ناواقف مسلمانوں کو آنحضرت صلعم کے اسوہ پاک سے واقف کیا جائے تاکہ وہ اس پاک نمونہ پر عمل کر کے دنیا میں امن قائم کرنے اور اتحاد پیدا کرنے کا موجب ہوں۔ سو الحمد للہ کہ ہمارا یہ مقصد نہایت ہی احسن طور سے پورا ہوا۔ اور پورا ہو رہا ہے۔ حاسدوں اور بدبینوں کو سوائے ذلت و رسوائی ناکامی اور نامرادی کے کچھ حاصل نہ ہوا۔

(خاکسار عبدالغنی احمدی انبالہ شہر)

ریویو آف ریلیجنز پر غلط اتہام

زمیندار اور ٹوڈی میں یہ طوفان بے تمیزی اٹھایا گیا ہے کہ ریویو آف ریلیجنز میں ایسا مضمون شائع ہوا ہے جس سے حضرت سرور کائنات خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی توہین لازم آتی ہے۔

تعجب ہے کہ یہ الزام ان لوگوں کی طرف سے دیا گیا ہے جو حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے فضائل بیان کرنے کے متعلق منعقد ہونے والے جلسوں کی مخالفت میں پیش پیش رہے۔ اور جس نے اپنے نام نہاد ایڈیٹر کو بچانے کے لئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو مہاراجہ رنجیت سنگھ سے تشبیہ دینے میں بھی ذرا شرم محسوس نہ کی۔

میں ریویو کے مضمون کے متعلق ناظرین کرام سے درخواست کرتا ہوں کہ وہ کوئی رائے قائم کرنے سے پہلے وہ مضمون اول سے آخر تک بغور پڑھ لیں۔ یہ مضمون ڈاکٹر شاہنواز خانصاحب نے لکھا ہے۔ اور مئی کے رسالے میں چھپا ہے۔ اس میں ہرگز حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے درجے کا استخفاف نہیں۔ بلکہ صاف صاف یہ الفاظ مرقوم ہیں:۔

"آخر میں حضرت خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کا ظہور ہوا جن کو ذہنی ترقی میں سب سے زیادہ حصہ ملا۔ بلکہ یوں کہنا چاہئے۔ کہ حضور صلعم کے وجود باجود میں ذہنی ارتقاء اپنے کمال کو پہنچ گیا۔ اور حضور صلعم روحانی ترقیات میں بوجہ اسی ذہنی برتری کے تمام بنی نوع انسان پر (جو گذر چکے تھے۔ جو موجود تھے۔ اور جو آئندہ قیامت تک ہونگے) فوقیت لے گئے" (صفحہ ۱۹ رسالہ مئی ۱۹۲۹ء)

کیا ان الفاظ کی موجودگی میں کسی کو یہ وہم بھی آ سکتا ہے۔ کہ جناب ڈاکٹر صاحب کا یہ مذہب ہے یا انہوں نے یہ خیال ظاہر کیا ہے۔ کہ حضرت مسیح موعود سیدنا خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم سے ذہنی ترقی میں افضل تھے۔ یعض ایک افترا ہے۔ نقاش صاحب نے زمیندار و ٹوڈی میں ایک ادھورا فقرہ ایک جگہ سے لیا۔ اور دوسرے فقرے دوسرے مقام سے اور ان کو ملا کر اپنے قارئین کو غلط فہمی میں مبتلا کرنا چاہا ہے۔ حالانکہ ڈاکٹر صاحب اس سے پہلے فقرے کے ساتھ ہی لکھتے ہیں۔

"مگر نبی کریم پھر بھی آپ (مسیح موعود) سے افضل ہیں کیونکہ وہی کامل مرکزی نقطہ ذہنی ترقیات کا تھا جس کے طفیل آپ کو یہ درجہ ملا"

ڈاکٹر صاحب نے صرف یہ خیال ظاہر کیا ہے۔ کہ جسمانی ترقی آدم اول پر ختم ہے۔ مگر ذہنی ارتقاء نسل انسانی میں برابر جاری ہے۔ چونکہ اس سے وہم ہو سکتا تھا۔ کہ آنحضرت صلعم سے بعد آنے والے ذہنی ارتقاء میں آپ سے بڑھ کر ہونگے۔ اس لئے اس وہم کا ازالہ ان الفاظ میں کیا ہے

"مگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے برزخ میں جو روحانی ترقی اس ۱۳۰۰ سال کے عرصہ میں کر لی ہے۔ وہ مسیح موعود کی ذہنی ترقی سے بہت زیادہ ہے۔ گویا جتنا حضور پہلے تشریف لائے تھے۔ اتنی ہی آپ نے ترقی زیادہ کر لی ہے۔ لہذا حضور کے بعد جو آئیں گے وہ حضور سے کم روحانی ترقی کرینگے"

غرض ڈاکٹر صاحب پر یہ سراسر افترا ہے۔ کہ آپ نے مسیح موعود کو آنحضرت صلعم پر ذہنی ترقی کی برتری دی ہے۔ وہ تو محض زمانہ کے ذہنی ارتقاء کا ذکر کر رہے ہیں۔ کہ اس میں ترقی ہو رہی ہے۔ پھر ہمارا ایمان ہے۔ کہ مسیح موعود ذاتی حیثیت میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے مقابل "ہیں وہ ہے میں چیز کیا ہوں بس فیصلہ یہی ہے" کے مصداق ہیں۔ اور آپ کی بعثت دراصل حضرت نبی کریم کی بعثت ثانی ہے۔ پس جتنے فضائل مسیح موعود کے ہیں۔ وہ دراصل راجع ہیں۔ حضرت سرور کائنات کی ذات بابرکات کی جانب اور فضیلت کا سوال ہی نہیں پیدا ہوتا۔ ناظرین آگاہ ہو جائیں۔ اور کسی دھوکہ میں نہ آئیں۔ علمی اور مذہبی مضامین پر نہایت ٹھنڈے دل سے غور ہونا چاہئے محض جذباتی باتوں کو لینا موجب فتنہ ہوتا ہے کیا یہ جمہور اہل اسلام کا مسلمہ مذہب نہیں ہے۔ کہ ایک نبی کو دوسرے نبی پر فضیلت کلی ہو سکتی ہے اور جزوی فضیلت غیر نبی کو نبی پر۔ مگر یہاں تو یہ سوال ہی نہیں کیونکہ آقا اور غلام کا معاملہ ہے۔ (خاکسار اکمل۔ ایڈیٹر ریویو آف ریلیجنز اردو۔ قادیان)

اگر اعتبار نہ ہو تب یہاں تشریف لا کر علاج کرا سکتے ہیں۔ دیکھو کہ دنیا والی ٹھگوں سے بچنا آپکا فرض ہے

نپٹ بہرہ پن کا شرطیہ علاج

کان کی تمام بیماریوں کی حکمی دوا

ہم ڈنکے کی چوٹ بہ آواز بلند کہتے ہیں۔ اگر آج آپ ہندوستان تو کیا کسی دیگر ولائت میں بھی بلب اینڈ سنز پیلی بھیت کے روغن کرامات کے مقابلہ کی کوئی ایسی دوا بتلا دیں کہ جس نے روغن کرامات کی برابر سارٹیفکٹ حاصل کئے ہیں اور وہ کان کی تمام بیماریوں پہ ایسی ہی مفید بھی ہو۔ تب ہم مبلغ پچاس روپیہ نقد انعام دیں گے۔ بلب اینڈ سنز پیلی بھیت کا روغن کرامات نپٹ بہرہ پن۔ کان بھاری رہنے۔ درد۔ زخم۔ ورم۔ کھجلی۔ خشکی۔ پھنسی۔ طرح طرح آوازیں ہونے۔ بچوں یا بڑوں کے کان بہنے اور کان کی تمام بیماریوں پر وہ اکسیر اور حکمی دوا ہے۔ کہ جس پر ہزارہا انگریز اور ڈاکٹر لٹو پائے جاتے ہیں۔ بیس بیس سال کے نامراد بہرے بھی جس کی بدولت آج گھڑی کی ٹک ٹک سننے لگے۔ بصرہ بغداد۔ عدن۔ سیلون۔ برہما۔ اور افریقہ تک جسکی خاصی کھپت ہے۔ فی شیشی ایک روپیہ چار آنہ عہ تین شیشی ایک ساتھ طلب کرنے پر محصولڈاک معاف۔ دمہ (سانس) اور ہر قسم کی کھانسی کی شرطیہ دوا قیمت اڑھائی روپیہ عہ

بادشاہی منجن ہلتے دانت جما دیتا ہے۔ دانت صاف کرتا ہے ہمیشہ استعمال کے قابل ہے۔ دانت کی ہر تکلیف کی مجرب دوا ہے۔ فی شیشی چار آنہ۔ کرن بند کان کا زخم صاف کرنیکی نایاب دوا ہے فی شیشی آٹھ آنہ۔ دیجے ناس۔ ہر قسم کی درد سر اور بند زکام کی کی تکلیفوں پر جادو کا سا کام کرتی ہے۔ فی شیشی چار آنہ۔ ہماری سرمہ۔ ڈھلکہ۔ سوزش چشم۔ ککرے۔ نزول۔ اور کم نظر آنا ان امراض پر تو یہ اکسیر ہی ہے۔ فی ماشہ چار آنہ (۱۴۶)

ملاحظہ فرمائیے دنیا کی رائے

جناب مسٹر محمد علی صاحب افسر دوم تھانہ پولیس پہاڑ گنج دہلی ارقام فرماتے ہیں میری لڑکی کے کان کو آپکے روغن کرامات کے استعمال سے آرام ہو گیا۔ حالانکہ بیماری پرانی تھی۔ میں آپکا مشکور ہوں۔ جناب مسٹر ایم جی چھٹ کن صاحب پوسٹ ماسٹر سنڈوات (برہما) ارقام فرماتے ہیں۔ میں روغن کرامات کے استعمال سے اب بہت اچھا ہوں۔ جلد تین شیشیاں اور بھیجدیجئے۔ جناب مسٹر ایس دیدنا تھن صاحب وکیل طوطی کورن (مدراس) ارقام فرماتے ہیں۔ اسمیں کوئی شک و شبہ نہیں۔ جو بلب اینڈ سنز پیلی بھیت کا روغن کرامات نہایت ہی مفید اور مکمل صحت بخش دوا ہے۔ جناب مسٹر عباس علی صاحب تحصیلدار پشاور (پنجاب) ارقام فرماتے ہیں۔ میں نے روغن کرامات کو کمال فائدہ دینے والا پایا۔ جلد دو شیشی اور بھیجدیں۔ جناب مسٹر بہاری لال صاحب سکینہ ٹائم کیپر لاہور ارقام فرماتے ہیں۔ روغن کرامات سے لے صحت ہے۔ اور مرحمت کریں جناب مسٹر پی۔ ڈبلیو سالبوری صاحبہ نگون (برہما) ارقام فرماتی ہیں۔ روغن کرامات کی آخری شیشی نے کمال صحت بخشی جلد اور بھیجدیجئے۔ **نوٹ** - اپنا پورا پتہ صاف انگریزی میں لکھئے۔ دھوکہ باز ٹھگوں سے ہوشیار ہونا آپ کا فرض ہے۔ ہمارا پتہ صرف یہ ہے۔

کان کی دوا:- بلب اینڈ سنز پیلی بھیت (یوپی)

وصیتیں

نمبر ۳۰۸۳:- میں حاجی محمد الدین ولد جلال الدین عرف جلا قوم کمبوہ پیشہ زراعت عمر ۵۶ سال بیعت ۱۹۰۳ء ساکن زیرہ خاص ضلع فیروزپور۔ بقائمی ہوش وحواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۲۶ اپریل ۱۹۲۹ء حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔ میری موجودہ جائداد ۱۸ بیگھ زمین زیرہ ضلع فیروزپور میں زرعی ہے۔ میں اس کے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتا ہوں۔ نیز یہ بھی لکھدیتا ہوں۔ کہ اگر میری وفات پر اس جائداد کے علاوہ کوئی مزید جائداد ثابت ہو۔ تو اس کے بھی ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہو گی۔ فقط ۲۶ اپریل ۱۹۲۹ء نویسندہ عبدالرشید بقلم خود گواہ شد۔ رستم علی قریشی ساکن زیرہ بقلم خود۔ گواہ شد۔ حاجی محمد الدین موصی۔ گواہ شد۔ حکیم مبارک علی زیرہ بقلم خود۔

نمبر ۳۱۲۹:- میں محمد سلطان ولد شیخ محمد الدین پیشہ سوداگری عمر ۵۰ سال بیعت سال ۱۸۹۷ء ساکن لودھراں ضلع ملتان بقائمی ہوش وحواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۸ ... کو حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔ میری موجودہ جائداد حسب ذیل ہے۔ سالم چاہ شیخاں والا واقع موضع سانڈے والا رہن باقبضہ دو ۱/۲ حصہ چاہ گنہ والا تقریباً ایک بیگھ زمین غیر نہری واقع موضع سانڈے والا تحصیل لودھراں و ایک دکان و دو مکان مسمار شدہ واقع رسول نگر ضلع گوجرانوالہ اور اسی جائداد میں نصف حصہ میرا ہے۔ اور نصف میرے بھائی محمد رمضان کا ہے علاوہ اس کے ایک مکان جس کے ایک حصہ میں دکان بھی ہے۔ واقع لودھراں خاص میری ذاتی ملکیت ہے۔ مگر وہ دکان جس میں چار کس حصہ دار ہیں۔ جسکی آمد اندازاً ۶۰۰ روپیہ سالانہ ہے۔ اور اندازاً ۲۰۰۰ روپیہ سے کام کیا جاتا ہے۔ آمد دکان و سرمایہ دوکان میں میرا ۱/۴ حصہ ہے جس میں سے ۱۵۰۰ روپیہ قرضہ بذمہ دکان ہے۔ میں تازیست اپنی آمد کا ۱/۱۰ حصہ داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتا رہوں گا۔ اور بوقت وفات میری جو جائداد ثابت ہو۔ اس کے بھی ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہو گی۔ فقط

العبد موصی محمد سلطان حال وارد قادیان

گواہ شد:- محمد حسین ولد مولا بخش شیخ ساکن چاہ محمد علی والا واقع لودھراں حال وارد قادیان

گواہ شد:- محمد فخر الدین احمدی ملتانی۔

نمبر ۳۱۵۰:- میں عزیزہ بیگم بنت چودھری غلام حسین سفید پوش زوجہ چودھری محمد سعید صاحب قوم جٹ باجوہ عمر ۱۹ سال بیعت پیدائشی احمدی ساکن منٹگمری بقائمی ہوش وحواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۱۴ اپریل ۱۹۲۹ء حسب ذیل وصیت کرتی ہوں۔ میری موجودہ جائداد اس وقت حق مہر مبلغ ۵۰۰۰ روپیہ اور زیورات طلائی قیمتی ۸۰۰ روپیہ ہے۔ اس کے دسویں حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتی ہوں۔ نیز یہ بھی لکھدیتی ہوں۔ کہ اگر میری وفات پر اس جائداد کے علاوہ کوئی مزید جائداد ثابت ہو۔ تو اس کے بھی ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہو گی۔ اور اگر میں اپنی زندگی میں کوئی رقم بمد وصیت داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان کر کے رسید حاصل کر لوں۔ تو ایسی رقم حصہ وصیت کردہ سے منہا کر دی جاوے گی۔ بقلم غلام حسین سفید پوش

العبد:- عزیزہ بیگم زوجہ چودھری محمد سعید بقلم خود۔ گواہ شد:- محمد سعید خاوند موصیہ بقلم خود۔ گواہ شد۔ چودھری غلام حسین سفید پوش ساکن قادیان محلہ دارالفضل بقلم خود

حرم سرا مکمل

ترجمہ مسٹریز آف دی حرم مصنفہ رینالڈز جسے لسان الملک حضرت ریاض نے اپنا مستند زبان اور مستند لٹریچر میں لیاقت ہر دو جلد حصہ اول و دوم مع محصولڈاک ۳ روپے۔ کاغذ کتابت طباعت گو بہت معمولی ہی مگر اسکی دلچسپی اس بات پر مجبور کر دیتی ہے کہ جو دیکھتا ہے ہر شخص یہ کہنے پر مجبور ہے۔ نرخ بالا کن کہ ارزانی ہنوز درخواستیں ذیل کے پتے پر جانا چاہئے۔ سید ظہور الحسن صاحب ضلع شمہ سیتا پور۔ محلہ گودھن ٹولہ۔

ہندوستان کی خبریں!

پشاور۔ ۱۲ رجولائی چند افغانی طلبا جو یورپ میں ہوا بازی کی تعلیم حاصل کر رہے تھے۔ واپس آ گئے ہیں۔ اور اپنی قوم کی خدمت کے لئے افغانستان روانہ ہونے والے ہیں۔

پشاور۔ ۱۲ رجولائی۔ معلوم ہوا ہے۔ جو قافلہ دو تین روز ہوئے پشاور سے کابل روانہ ہوا تھا۔ اسے قبائل نے تورخام کے قریب لوٹ لیا۔ یہ بھی بیان کیا جاتا ہے۔ کہ قافلہ کے چند آدمی ہلاک ہو گئے ۔

شملہ۔ ۱۰ رجولائی۔ جرنیل عبدالرحیم خان نے موجودہ حکمران کابل کے مفاد میں ہرات پر قبضہ کیا تھا۔ اور جرنیل خوشدل محمد اور شجاع الدولہ کو جو امانیہ گورنمنٹ کے افسر تھے بھگا دیا تھا۔ اب کوئٹہ سے اطلاع ملی ہے۔ کہ جرنیل عبدالرحیم نے کابل گورنمنٹ کے خلاف بغاوت کر دی ہے۔ اور اعلان کر دیا ہے۔ کہ میں ہرات کا بادشاہ ہوں۔ اور اسلامی طرز کی جمہوریت کی بنیاد ڈال دی ہے۔ اس نے ایک کونسل بھی مقرر کر دی ہے۔

کلکتہ۔ ۱۲ رجولائی پبلک ہیلتھ رپورٹ کلکتہ مظہر ہے۔ کہ گذشتہ ۱۹۲۸ء میں ۲۹۰۷۸ بچوں کی اموات ہوئیں۔ زیادہ اموات ہیضہ سے ہوئیں۔

شملہ کی ایک اطلاع مظہر ہے کہ سر ڈینس برے فارن سکرٹری رخصت پر انگلینڈ جا رہے ہیں۔ آپ کی جگہ مسٹر ای بی ہوول کام کریں گے۔

امرتسر۔ ۱۲ رجولائی آج شام مسٹر ڈبلیو جی۔ بریڈ فورڈ ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ امرتسر کے جاری کئے ہوئے وارنٹوں پر پولیس نے سردار اجیت سنگھ جنرل سیکرٹری نوجوان بھارت سبھا اور کانگرس کے مشہور کارکن قاضی عبدالرحمن کو زیر دفعہ ۱۲۴ (الف) تعزیرات ہند گرفتار کر لیا دونوں ضمانتوں پر رہا کئے گئے۔

الہ آباد۔ ۱۲ رجولائی مسٹر بشیشر ناتھ سریواستو ایڈووکیٹ لکھنؤ متوفی پنڈت گوکرن ناتھ مصر کی جگہ پر اودھ چیف کورٹ کے جج کا کام کرینگے۔

شملہ۔ ۱۲ رجولائی۔ خبر موصول ہوئی ہے کہ ۲۰ رجولائی کو ایرانی مجلس نے یہ قانون پاس کیا ہے۔ کہ جو غیر ملکی بغیر پاسپورٹ ایران میں داخل ہو گا۔ اسے آٹھ دن سے لیکر تین ماہ تک کی سزا قید دی جائیگی یا ۵۰ تامان جرمانہ کیا جائیگا۔ اس کے علاوہ باقاعدہ مقدمہ چلانے کے بغیر ملک بدر کرنے کا حق محفوظ رکھا گیا ہے۔

کلکتہ۔ ۱۴ رجولائی۔ معلوم ہوا ہے کہ آج ۱۴۵ روز کے بعد ستیندر ناتھ سین باریسال نے مسٹر سبھاش چندر بوس اور دیگر بلدیہ باریسال کے اصرار پر فاقہ کشی ترک کر دی ہے۔ مسٹر سین ضابطہ فوجداری کے ماتحت

لاہور۔ ۱۵ رجولائی۔ آج عدالت عالیہ میں آنریبل جسٹس سر ایلن براڈوے اور جسٹس ہملٹن کے اجلاس میں علم دین کے مرافعہ

کی سماعت شروع ہوئی۔ ملزم کی طرف سے پیروی کے لئے مسٹر محمد علی جناح بمبئی سے آئے تھے۔ ہائیکورٹ کے احاطہ کے باہر سڑکوں پر اور لارنس کے بت کے ارد گرد لوگوں کا زبردست اجتماع تھا۔ پولیس کی کافی جمعیت انتظامات کے لئے موجود تھی۔ مسٹر جناح کی تقریر کے بعد اجلاس لنچ کیلئے برخاست ہو گیا لنچ کے بعد جب فاضل جج آئے۔ تو انہوں نے کہہ دیا۔ کہ ہم وکیل استغاثہ کی بحث کی ضرورت نہیں سمجھتے۔ اور فیصلہ محفوظ رکھا۔

بمبئی۔ ۱۳ رجولائی۔ آج شام پولیس نے ہڑتالیوں کے ایک مجمع پر گولی چلائی۔ جو گرنی کامگار کے تین گرفتار شدہ لیڈروں کے جنہیں تھانہ میں لے جایا جا رہا تھا پیچھے تھے۔ آٹھ آدمی زخمی ہو گئے۔

دہلی ۱۳ رجولائی۔ بارہ بارہ سال کی عمر کے دو لڑکے بنام چتر بھج اور بھجو نرد کو پولیس نے اس الزام میں گرفتار کیا۔ کہ انہوں نے اپنے قبضہ میں بغیر لائسنس کے ریوالور رکھا ہوا تھا آج ان لڑکوں کو عدالت میں پیش کیا گیا۔ ان لڑکوں نے جس وقت وہ کمرہ عدالت میں داخل ہو گئے "زندہ باد بھارت" اور "امپیریلزم کا خاتمہ کر دو" کے نعرے لگائے۔ مقدمہ کی سماعت ۱۹ رجولائی پر ملتوی ہو گئی ہے۔

لاہور۔ ۱۳ رجولائی۔ آج سپیشل مجسٹریٹ مقدمہ سازش لاہور کی عدالت ۱/۲ ۱۰ بجے صبح شروع ہوئی۔ صرف ایک ملزم کی حالت اس قدر خراب ہو گئی۔ کہ اسے سٹریچر پر ڈال کر کمرۂ عدالت کے اندر لایا گیا۔ اس کے بعد اسے اٹھا کر کھڑا کیا گیا۔ اور وہ سہارا لئے ہوئے ملزمان کے کٹہرے میں لایا گیا

امرتسر۔ ۱۳ رجولائی۔ آج صبح سویرے حکیم سکندر خضر معتمد مقامی کانگرس کمیٹی۔ وپروپیگنڈا سکرٹری پراونشل نوجوان بھارت سبھا ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ کے وارنٹ کی بناء پر گرفتار کر لئے گئے۔ جو دفعہ ۱۲۴ (الف) کے ماتحت جاری کیا گیا تھا۔ ان کی گرفتاری اس تقریر کی بناء پر عمل میں آئی ہے۔ جو انہوں نے یوم بھگت سنگھ دت کے موقعہ پر کی تھی۔

شملہ ۱۱ رجولائی۔ قائم مقام ہوم سیکرٹری پنجاب نے انسپکٹر جنرل جیل خانجات پنجاب کے نام ایک مکتوب روانہ کیا ہے جس میں لکھا ہے مجھے گورنر جنرل باجلاس کونسل نے ہدایت کی ہے۔ کہ مقدمہ سازش لاہور کی طوالت اور اس امر کو مدنظر رکھتے ہوئے کہ زیر سماعت قیدی کو کارروائی میں حصہ لینے اور اپنی صفائی پیش کرنے میں کوئی رکاوٹ پیش نہ آنی چاہئے۔ لہذا ان جیلوں کے طبی افسروں کو جن میں مقدمہ سازش لاہور کے زیر سماعت قیدی ہیں۔ اختیار دیا جاتا ہے۔ کہ وہ ان زیر سماعت قیدیوں کو خاص خوراک دینے کا حکم دیں۔ جن کو ان کے نزدیک طبی وجوہ کی بناء پر خاص خوراک کی ضرورت ہو۔ نیز مجھے یہ اطلاع دینے کی بھی ہدایت کی گئی ہے۔ کہ ان ملزموں کو اپنے مقدمہ کی کارروائی چار مختلف اخبارات میں سے کاٹ کر دی جائے۔ تاکہ وہ ان میں سے کسی ایک کو لے کر پڑھ لیں۔ اور اپنے مقدمہ کی کارروائی کو بخوبی سمجھ سکیں۔ لیکن انہیں اخبارات کی وہ تنقید مہیا نہ کی جائے جو کارروائی مقدمہ پر کی گئی ہو۔

ممالک غیر کی خبریں!

لندن۔ ۱۰ رجولائی۔ مقدمہ سازش میرٹھ کو واپس لینے کے متعلق اخبارات میں خوب تحریک ہو رہی ہے۔ پارلیمنٹ کے جدید مزدور ممبروں۔ ان میں سے ہر ایک کو ان کے حلقہ ہائے انتخاب کی طرف سے خطوط بھیجے گئے ہیں جن میں ان سے مطالبات کئے گئے ہیں۔ کہ وہ اس بات کا خاص خیال رکھیں۔ کہ ہندوستان میں مزدور تحریک کے لیڈروں پر مقدمات نہ چلائے جائیں۔ تقریباً سارے ممبروں نے اپنے اپنے ووٹروں کو جواب دیئے ہیں۔ کہ نئے وزیر ہند اس معاملے میں خاموش نہیں۔ ہمیں امید ہے۔ کہ مقدمہ میرٹھ میں وہ انصاف کو ملحوظ رکھینگے

لندن۔ ۱۰ رجولائی۔ ساؤتھ شائر میں ایک کوئلہ کی کان میں کوئلہ کو آگ لگ گئی۔ جس کی وجہ سے آٹھ آدمی ہلاک ہوئے اس وقت تک چار لاشیں نکالی گئی ہیں۔ اور چار غار میں پڑی ہیں۔ ان آدمیوں میں سے جو زندہ نکالے گئے ہیں۔ بعض بری طرح جلے ہوئے ہیں۔ زہریلی گیسوں کی وجہ سے امداد کا کام نہایت مشکل ہو گیا ہے

لندن۔ ۱۰ رجولائی۔ آج صبح سائمن کی مشترکہ آزاد کانفرنس کے سامنے سر ولیم وِنسنٹ سر ولیم ماریس سر ریجینالڈ ناث سر رابرٹ ہالینڈ۔ اور سر ہنری وہیلر نے جو انڈیا کونسل کے ارکان ہیں شہادت دی معلوم ہوا ہے۔ کہ ڈاکٹر پرنجپے نے کمیشن کے سامنے شہادت دینے سے انکار کر دیا ہے۔ انڈیا کونسل کے دو اور ہندوستانی ارکان مختلف تاریخوں پر شہادتیں دینگے۔ معلوم ہوا ہے۔ کہ انڈیا کونسل کے ارکان کی مذکورہ صدر جماعت نے کانفرنس میں شہادت دیتے ہوئے اس خیال کا اظہار کیا۔ کہ چونکہ ہندوستان کو مستقبل قریب میں نوآبادیات کا درجہ نہیں دیا جا سکتا۔ لہذا محفوظ محکمہ جات پر وزیر ہند کا اقتدار بحال رہے۔ جو کابینہ وزارت پر اثر ڈال سکے

لندن۔ ۱۰ رجولائی۔ آج دارالعلوم میں مسٹر میکڈانلڈ پر اعتراض کیا گیا۔ کہ وہ شاہی عسکر پرواز کے طیاروں کو اپنے لئے کیوں استعمال کرتے ہیں۔ نائب وزیر پرواز نے جواب دیا۔ کہ قواعد کے رو سے عسکر پرواز کی مشینیں ممتاز ہستیوں کو لا اور لے جا سکتی ہیں۔ آپ نے کہا کہ یہ پرواز پارٹی کے جلسہ کی شمولیت کی غرض سے نہیں کی گئی تھی۔ بلکہ اس لئے کی گئی۔ کہ وزیر اعظم مرکزی حکومت سے بہت تھوڑی مدت دور رہیں۔ اور کپتان کروک شینک نے حزب العمال کے پرجوش نعروں کے درمیان کہا۔ کہ میں اس معاملہ پر التوائے اجلاس کی تحریک پیش کروں گا۔ تحریک پیش ہوئی۔ تو مسٹر مونٹیگ نے کہا۔ کہ معمولی سے خرچ پر اتنا شور برپا کیا جا رہا ہے۔ اور مقصد محض حکومت کو ایوان کے سامنے ذلیل کرنا ہے۔ سر سیموئیل ہور سابق وزیر پرواز نے اپنے زمانہ میں پچاس ہزار میل کی پرواز کر چکے ہیں۔ مسٹر میکڈانلڈ کو ہدایت کی کہ وہ تجارتی طیارے استعمال کیا کریں۔

طہران۔ ۱۰ رجولائی۔ تازہ اطلاعات مظہر ہیں۔ کہ قشقئی قبیلہ کے تمام قابل ذکر رہنماؤں نے شیراز آکر ہتھیار ڈال دیئے ہیں اور قبائل کے لشکر اپنے اپنے گھروں کو چلے گئے ہیں۔ بیان کیا جاتا ہے۔

(عبدالرحمن قادیانی پرنٹر و پبلشر نے ضیاء الاسلام پریس قادیان میں چھاپ کر مالکان کے لئے قادیان سے شائع کیا)